مخزن تحقیق

۱۳۱۵ھ

ملقب به

تحفۂ حنفیہ

جلد ۸ | پرچہ | شوال | سنہ ۱۳۲۲ھ

ہر تحفہ تحفۂ ایمان و سنت — عیاں ہیں اس سے انوار شریعت

الٰہی یہ رسالہ تا قیامت — رہے جاری بصد عز و کرامت

حضرات ناظرین آپ جانتے ہیں کہ یہ وہ رسالہ مبارکہ ہے جسکے مضامین اہل بے بہائی سنت سنیوں کے حق میں سراسر رحمت ہیں دین و ایمان کی حفاظت کرنیوالے۔ بدمذہبی کچلنیوالے یہی وہ مرد میدان ہیکہ اکیلا ہندوستان بھر کے بدمذہبونکی خبر لیتا۔ اونکی جانون پر قیامت برپا کرتا ہے جس بدمذہب نے سر اوٹھایا اسنے اوسکو نیچا دکھایا۔ تائید سنت۔ رد کفر و بدعت اسکا منشا تحقیقات علمیہ اسکا حصہ ہے علم عقائد تفسیر حدیث فقہ کا چشمہ۔ تاریخی حالات بزرگان دین کا خزانہ ہے۔ جو کوئی گلستان سنت سنیہ و بوستان تحقیقات علمیہ کی سیر چاہے وہ ضرور یہ رسالہ نافعہ ملاحظہ فرمائے۔

باہتمام ابو المساکین ضیاء الدین عفا عنہ اللہ المعین متوطن پیلی بھیت

مطبع حنفیہ پٹنہ بخشی محلہ میں چھپا

فہرست مضامین تحفۂ حنفیہ

قصیدہ در نعت سرور کائنات مفخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم از نتائج طبع رسا جناب مولانا مولوی محمد سیف اللہ صاحب متخلص بہ جوہر صدیقی چیونتوی اسلام آبادی زید مجدہم السامی

کر سکے کیا وصف انسان احمد مختار کا
حق تعالیٰ ہی ثنا خوان احمد مختار کا

شوق ہی دل مین فراوان احمد مختار کا
داغ سینے مین ہی پنہان احمد مختار کا

ذات اقدس آپ کی ہی رحمۃ للعالمین
سارے عالم پر ہی احسان احمد مختار کا

ایک اک لفظ اسکا سانچے مین ڈھلا ہی نور کے
معجزہ روشن ہی قرآن احمد مختار کا

نکہت فیض بہار عارض سبطین سے
رشک جنت ہی گلستان احمد مختار کا

اوسکو دنیا کی طلب اور خواہش عقبیٰ نہین
جو ہی طالب جوہر خواہان احمد مختار کا

سورۂ والشمس کی تفسیر سے روشن ہوا
جلوہ ہی مہر درخشان احمد مختار کا

بے سبب یون نور افشانی کرے ممکن نہین
عکس ہی خورشید تابان احمد مختار کا

کسقدر اوج جمال و حسن پر پایا عروج
سایہ تھا کیا ماہ کنعان احمد مختار کا

فی الحقیقہ ہین فروغ شمع فانوس وجوب
گو ہی مظہر بزم امکان احمد مختار کا

ہی احد با میم وہ اور احمد بے میم وہ
مرتبہ کیا جانے انسان احمد مختار کا

مقتبس اس شمع کے پرتو سے کثرت کا ظہور
بزم وحدت ہی شبستان احمد مختار کا

جو کہ تابع آپ کا ہی وہ خدا کا ہی مطیع
عین حکم حق ہی فرمان احمد مختار کا

دل کے آئینے مین کر چشم تصور سے نظر
جلوہ گر ہی روے تابان احمد مختار کا

آسمان سے تا زمین اور عرش سے لے تا بہ فرش
نور ہر جا ہی درخشان احمد مختار کا

دیکھتا ہون جسطرف چشم حقیقت بین سے مین
ہی ادھر جلوہ نمایان احمد مختار کا

کہتی ہی جسکو خلائق چشمۂ آب حیات
ہی مگر چاہ زنخدان احمد مختار کا

کاش ہو جاتا دلِ سرگشتہ کا میرے مقام
کوچۂ گیسوے پیچان احمدِ مختار کا

عرش پر جسنے قدم رکھا شبِ معراج مین
قد ہے وہ سرو خرامان احمدِ مختار کا

ہوتی تھی تائید روح القدس کی شاملِ حال
وصف جب کرتے تھے حسان احمدِ مختار کا

دو جہان مین دو طرح کا ہے شرف حاصل مجھے
بندہ حق کا ہون ثناخوان احمدِ مختار کا

علم و عرفان سارے عالم کا ہے قطرے کی طرح
بحرِ بے پایان ہے عرفان احمدِ مختار کا

ذرۂ اسرار پنہانی کا دہان کھلجائے جب
لعلِ لب ہو گوہر افشان احمدِ مختار کا

سیتے سو سو گُن دُرود اک بار پڑھنے سے نزول
یہ بھی تو ہے ایک فیضان احمدِ مختار کا

کسکے ہین محبوب مطلق مصطفےٰ اللہ کے
ہے رضا جو کسکا یزدان۔ احمدِ مختار کا

عرش کی رفعت سے نسبت ہو مناسب کسطرح
اوس سے بالاتر ہے ایوان احمدِ مختار کا

دست کوتہ نارسا طالع تو پھر دشوار ہے
ہاتھ آجائے جو دامان احمدِ مختار کا

اوسکی شرعِ پاک کا سکہ کہان رائج نہین
ہر جگہ جاری ہے فرمان احمدِ مختار کا

بادشاہ ہونگا بھی تو ہوگا نہ وہ جاہ و حشم
جو شرف رکھتا ہے دربان احمدِ مختار کا

رشکِ گلزارِ علیین ہے طیبہ کی فضا
روضہ رشکِ باغِ رضوان احمدِ مختار کا

اک اشارے سے لیا شق القمر مین کارِ تیغ
ہوگیا جوہر نمایان احمدِ مختار کا

یہ سعادت کب میسر ہوتی ہے ہر شخص کو
مدح لکھنا کب ہے آسان احمدِ مختار کا

سالکانِ ہر دو عالم جانتے ہین جسقدر
اوس سے ہے رتبہ دوچندان احمدِ مختار کا

آفتابِ حشر کی تابش سے ہمکو کیا خطر
سایہ گستر ہوگا دامان احمدِ مختار کا

فرقۂ نجدی جو ہین سُن سُنکے کٹ کٹ جاتے ہین
ذکر بھی ہے تیغِ بُران احمدِ مختار کا

غیب کے عالم مین تھا وہ رونق افزای ظہور
اسلیے تھا سایہ پنہان احمدِ مختار کا

کوئی مرسل ہے خلیل اور کوئی پیغمبر کلیم
ہے لقب محبوبِ یزدان احمدِ مختار کا

جو ملا جسکو طفیل اونکے ہی ای جوہر ملا
کیا لکھون مین حالِ فیضانِ احمدِ مختار کا

تنبیہ ضروری

عرصہ ہوا کہ رسالہ جزاء اللہ عدوہ باباۂ عن معنی ختم النبوۃ مطبوعہ مطبع اہل سنت بریلی از تصانیف مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ عالم اہل سنت اعلحضرت مولانا وسیدنا مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی مدظلہ العالی شائع ہوکر مفید خلائق ہوچکا نیز تحریر منیر حضرت ممدوح متعلق خطبہ جمعہ بھی مدت گزری کہ تحفۂ حنفیہ مین چھپکر فیض بخش انام ہوچکی بعض حضرات حامیان سنت سنیہ خیرخواہان رسالہ مذکورہ تحفۂ حنفیہ جب ان دونون تحریرونکو ملاحظہ فرمایا بعض مضامین کے متعلق کچھ شبہے گزرے بالخصوص اون حضرات کو جو پہلے فتوای حضرت تاج الفحول مولانا الحافظ الحاج الشاہ عبد القادر محب الرسول بدایونی قدس سرہ العزیز متعلق خطبہ جمعہ دیکھ چکے تھے لہذا محض بنظر دفع اوہام وحمایت سنت سید الانام علیہ الصلاۃ والسلام اونھون نے بدایون اور بریلی دونون مقام سے فتاوی اور تحریرات منگوا کر اپنے شکوک دفع اختلافات رفع کیے اور تحفے مین بھی وہ تحریرین بغرض اشاعت بھیجین جزاھم اللہ تعالی خیر الجزاء ہم بجنسہ تحریر شریف حضرت ممدوح فاضل بریلوی متعلق حضرات سادات کرام وخطبہ مخلوطہ جمعہ ہر دو فتوای بدایون اپنے پرچہ ہمایون مین شائع کیے دیتے ہین -

مسئلہ خطبۂ مخلوطہ

بوجہ عدم توارث نامناسب ہونے کی نہایت کراہت تنزیہ ہے کما نص علیہ فی الحاشیۃ الطحطاویۃ وردالمحتار اور کراہت تنزیہ قسم مباح سے ہے وہ منافی جواز ودرستی واباحت نہین بلکہ اباحت کے ساتھ جمع ہوتی ہے کما حققہ العلامۃ الشامی ولنا فی تحقیقہ مقالۃ سمیناھا جمل مجلیہ ان المکروہ تنزیھا لیس بمعصیۃ اقمنا فیھا الطامۃ الکبری علی مازعم اللکنوی

فی رسالتہ فی شرب الدخان ان المکروہ تنزیہا من الصغائر فاذا اعتید صار من
الکبائر وھذا جھل عظیم لا یساعدہ نقل ولا عقل نسأل اللہ العفو والعافیۃ تو ان دونون
حکموں میں بھی اصلا تنافی نہیں ہاں فتوائے لکھنویہ نے کہ غلط کو مکروہ تحریمی ٹھہرایا وہ ضرور حکم حضرت
تاج الفحول قدس سرہ الشریف کے خلاف اور غلط و باطل عند الانصاف ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ حضرات سادات کرام

حبیبی اکرمکم اللہ تعالےٰ

فاش میگویم واز گفتۂ خود دلشادم		بندۂ عشقم واز ہر دو جہان آزادم

سادات کرام (جعلنا اللہ تعالیٰ فی الدنیا والآخرۃ من موالیھم فان مولی القوم منھم)
بعدم طریان کفر کہ اسی قدر کا فقیر مدعی ہوا نہ عدم امکان جس سے حبیبی آپ نے تعبیر کیا
اور رفض و نیچریت کہ میں نے نفی کیسی تصریح کردی کہ اون سے وہی بدمذہبی مراد جسمیں انکار بعض
ضروریات دین ہو اسکا حاصل بھی وہی سلب کفر ہے نہ سلب بدعت غیر کفریہ جو آپ کی تعبیر میں عطف
سے موہوم ہو خصوصا وغیرہ کی زیادت کہ اور توسیع کی راہ دے کما عبّرتم کہ ان پر طریان کفر
ناممکن نہ رافضی نیچری وغیرہ ہو سکیں) فقیر بحمد اللہ تعالیٰ اس مسئلے میں مبتدع نہیں متبع ہے اسکا
بیان جزاء اللہ عدوہ میں ضمناً آیا لہذا اجمال سے کام لیا صفحہ ۱۰ سے صفحہ ۱۶ تک جو کچھ کلمات
مختصرہ معروض ہوئے ہیں اون پر دوبارہ نظر غائر فرمائیں تو بعونہ تعالیٰ ان تمام شبہات کا جواب
اونمیں پائیں آیت و احادیث کہ فقیر نے ذکر کیں اسمیں شک نہیں کہ ضرور عام و مطلق ہیں اور شک
نہیں کہ عام و مطلق ضرور اپنے عموم و اطلاق پر رہینگے جبتک دلیل صحیح سے تخصیص و تقیید نہ ثابت ہو
اور شک نہیں کہ بلا دلیل محض اپنے خیال کی بنا پر ادعائے تخصیص و تقیید ہرگز تحقیق نہ قرار پائیگا بلکہ تضییق
اور شک نہیں کہ مسئلہ باب مناقب سے ہے نہ باب فقہ سے جو افعال مکلفین من حیث الحل والحرمۃ

والصحۃ والفساد سے باحث ہو اور جسمین بے معرفت دلیل اتباع لازم ہو اور یہ بھی سہی تو اتباع ائمہ
مذہب کا ہو گا نہ بعض متاخرین کا۔ بعض متاخرین کے کلام کو ان اکابر کے کلام پر کیا وجہ ترجیح ہے جنسے
فقیر نے استناد کیا سوا اسکے کہ یہ اطلاق آیت و احادیث سے متمسک ہین جو یقیناً دلیل شرعی ہے اور وہ
بلادلیل مدعی تخصیص و تقیید۔ یہ اور اسکے امثال بہت نکات اس تجاور مین زیر نظر آتے مگر فقیر دیکھتا ہے
کہ جہانتک مین نے دعوی کیا ہے ان تجاذبات کے لیے مساغ ہی نہین جزاہ اللہ پر نظر تازہ فرمایئے صفحہ ۱۰
پر اشعار کر دیا ہے کہ آیہ کریمہ و احادیث مذکورہ کے دو محمل ہین۔ نفی خلود و نفی دخول۔ ثانی کو ظاہر لفظ
سے متبادر اور اسیطرف کلمات اہل تحقیق کو ناظر بتایا ہے مگر اپنا دعوی یعنی نفی کفر دونون تقدیر پر ثابت
ٹھہرایا ہے کلمات بعض دیگر علما مین تخصیص سبطین کریمین رضی اللہ تعالی عنہما اوسی ظاہر متبادر اعنی نفی
دخول کی نظر سے ہے وہ یہان میرا دعوی نہ تھا بلکہ دونون احتمال گزارش کر دیے تھے اگرچہ ایک طرف تبادر
و ظہور ہے اور ضرور ہے اور اوسیطرف میرا اور یہ صرف میرا بلکہ اون اکابر کا میلان قلوب اور اوسمین ہمارا
انشراح صدر ہے۔ رہی نفی خلود۔ کیا آپنے کلمات دیگر علما مین اسکی تصریح کہین ملاحظہ فرمائی ہے کہ تخلد فی النار ہونیکی
نفی حضرات ریحانتین کریمین رضی اللہ تعالی عنہما سے خاص ہے باقی سادات کیلیے نہین تو میرے دعوے
کا رد اوس تخصیص و تحقیق دیگر ان مین بھی نہین غایت یہ کہ عدم ذکر ہے نہ کہ ذکر عدم۔ زیادہ دوسرا پہلو جسکی
طرف ہمارے قلوب ارکن و امیل ہین اور ہمین اپنے رب جل و علا سے اوسکی امید ہے اوسمین حق ناصع یہ ہے
کہ نظر علما ایسے مواقع مین دو وجہ پر منشعب ہو جاتی ہے اور دونون کے لیے شرع مین اصل اصیل ہے لکل
وجھۃ ھو مولیھا ایک حفظ عامہ و سد اعتراکہ اتکال نہ کر بیٹھین جسطرح سیدنا امام رضا رضی اللہ تعالی عنہ
سے منقول ہوا اور علامہ زرقانی رحمہ اللہ تعالی نے اوسکی یہی توجیہ فرمائی یہ تخصیص کرتے ہین اور اوسکا حاصل
خصوص جزم ہے نہ جزم خصوص کہ معاذ اللہ بلادلیل تخصیص عموم شرع لازم آئے یہ نفیس تفرقہ محفوظ رکھنے
کا ہے کہ اکثر مغالطے سے محفوظ رہنے کا ہے جزم خصوص یہ کہ دعوی کر دیا جائے کہ یہ حکم انھین کے ساتھ خاص ہے

انکے ماورا کیلیے ہرگز ثابت نہین اور خصوص جزم یہ کہ بالجزم والیقین اس حکم کا ماننا یہ انھین کے ساتھ خاص ہے انکے
ماورا مین اسکے ثبوت پر قطع ویقین نہین اگرچہ ظن ورجا ہے دوسرے بیان مفاد شرع واظہار مایعطیہ الدلیل ایفاء کل
ذی حق حقہ خصوصًا جہان محل وسعت رجا ہو کہ حدث عن البحر ولا حرج خصوصًا محل مناقب جہان ضعاف
بھی بالاجماع مقبول خصوصًا اپنی سرکار مین محبت وبندگی ونیاز وغلامی کا تقاضا کہ یہ سب پر بالاہی
یہ ظاہر ومتبادر کا افادہ فرماتے ہین اور جزم وقطع کو اوسکے محل اور ظن ورجا کو اوسکے محل پر رکھتے ہین یہ
مسلک تحقیق ہے اور وہ مسلک تثقیف اور دونون صواب ہین جیسے ارشاد ہوا تھا کہ بشارت دیدو کہ شہادتین پر
جنت ہے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ لوگونکو چھوڑ دیجیے کہ عمل کرین
فرمایا تو چھوڑ دو۔ امید کرتا ہون کہ اس بیان سے ظاہر ہوگیا ہوگا کہ اس طریق مین جو امام ابن حجر عسقلانی
وامام ابن حجر مکی وعلامہ محمد زرقانی وحضرت لسان الطریقہ شیخ اکبر وغیرہم محققین رضی اللہ تعالی عنہم کا مختار
ہوا اوس طریق تخصیص مین اصلا تنافی نہین ہر ایک منشا صحیح سے ناشی اور اپنے محل پر حق ہے وباللہ التوفیق
ثانیًا مشاہدہ کا جواب جزاء اللہ مین صفحہ [illegible] پر بالقصد مذکور تھا وہ سارا صفحہ اسی بیان مین ہے کیا
مشاہدہ یہ ہوا کہ جو سید کہا جاتا تھا اوس سے صدور ہوا تو ہمارے دعوے کے کیا منافی۔ یا یہ مشاہدہ ہو جاتا کہ
کہ فلان فی الواقع یقینا سید ہے نہ انتساب مین کبھی ادعا ہوا نہ بعض نساب سے زوال اور پھر اسنے کفر کیا
تو ایسا مشاہدہ روی زمین پر نہ ملیگا۔ پھر اسکے باعث جملہ سادات کی سیادت سے ارتفاع یقین
[illegible] قاصر مین اصلا آیا۔ یقین سے مراد یقین کلامی ہو تو وہ تو یون حاصل ہو سکتا ہے کہ اللہ ورسول بالتعیین
[illegible] فرمائین کہ یہ فلان نسب کا ہے ایسا یقین آجکل کیونکر ممکن اور یقین فقہی مقصود ہو کہ نسب مین
شہرت مانی جائیگی والناس امناء علی انسابہم تو جس خاص سے معاذ اللہ صدور منافی ہوا اوسی سے ارتفاع یقین
ہوگا کہ دلیل اوسکے خلاف پر پائی گئی باقیون سے کیون ارتفاع ہوجائیگا حالانکہ دلیل یعنی شہرت موجود اور منافی یعنی
صدور کفر مفقود۔ تیسرا شبہہ کہ سادات کرام قطعی جنتی ٹھہرینگے جیسی اس قضیے کے موضوع ومحمول دونو نہین

دو احتمال ہین سادات کرام یعنی وہ جو عند اللہ سادات کرام ہین یا وہ جو بنام سیادت مشہور ہین عام ازین کہ
نفس الامر علم الٰہی مین کچھ ہو اور قطعی جنتی یعنی بلاسبقت عذاب جس سے دخول نار کی نفی ہو یا قطعی جنتی بعاقبت
وانجام جس سے خلود نار کی نفی ہو اب یہ چار محمل ہین اور فقیر کے دعوے سے ایک کو بھی مس نہین پہلے عرض کر چکا کہ غیر حسنین
مین نفی دخول بطور رجا بنظر ظہور و تبادر ہے پھر قطعیت کہان بلکہ نفی خلود بھی مسئلہ مسلمہ ظنیہ ہے اگرچہ بحمد اللہ تعالیٰ
یہ ظن غالب اکبر رای ملتحق بسر حد یقین ہے جسے فقہا یقین ہی کے پلے مین رکھتے ہین مگر نہ یقین کلامی کہ مسئلہ عقائد
قطعیہ سے قرار پائے اور اوسمین ادنیٰ شک کو راہ دینے والا گمراہ وخارج از اہل سنت ٹھہر جائے جزاء اللہ ص۱۰ مین
امام ابن حجر کے الفاظ ملاحظہ فرمائے ہونگے انی اکاد اجزم ان حقیقة الکفر لا تقع الخ اور بالفرض نفی خلود
بلکہ بفرض غلط نفی دخول ہی قطعی مان لیجیے تو کسکے لیے اونکے لیے جو عند اللہ سادات کرام ہین نہ ہر اوس شخص کیلیے
جو سید کہلاتا ہو اگرچہ واقع مین نہو اور اب کسی معین مین حصول وصف عنوانی پر قطع و یقین کیطرف راہ نہین تو ثبوت
وصف محمول کیونکر مقطوع بہ ہو جائیگا اور کسی معین کو اندیشۂ آخرت کس وجہ سے اوٹھ جائیگا کہ ہر ایک مین عدم علم
نفس الامر کے سبب احتمال لگا ہوا ہے جزاء اللہ ص۱۰۵ مین عبارت اسعاف ملاحظہ ہو کہ من این تحقق ذلک لقیام
احتمال الخ اور اندیشۂ آخرت تو اونھین بھی نہ اوٹھ گیا جنھین بالتعیین نام لے لیکر ارشاد ہو گیا کہ تم جنتی ہو اعنی عشرۂ
مبشرہ و نظرائہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم نہ اونھین وہ گیا جنسے بالتخصیص خطاب فرما دیا گیا اعملوا ما شئتم فقد
غفرت لکم اعنی اصحاب بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم واللہ تعالیٰ اعلم

كتبه عبده المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱ھ
عبد المصطفیٰ احمد رضا خان

بمحمد المصطفیٰ النبی الامی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال اول خطبۂ جمعہ اردو مین پڑھنا کیسا ہے۔
سوال دوم کیا سب سادات کرام قطعی جنتی ہین قیامت تک جو اس نسل مین ہو اوسپر حکم قطعی جنتی اور مغفور ہونیکا

قائم ہوسکیگا یا نہین - زندگی مین ان پر کفر کا طاری ہونا ممکن ہے یا نہین - فاسق فاجر سید کی تعظیم کیجائیگی یا نہین

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وبہ نستعین خطبۂ جمعہ حقیقۃً داخل صلاۃ نہین اسی سبب سے اوسمین شرائط صلاۃ مرعی نہین نہ استقبال قبلہ لازم نہ طہارت ضروری کما ھو مصرح فی کتب الفقہ لیکن اوسکو تشبہ ہے اذکار داخلۂ صلاۃ کے ساتھ اور حکما بعض احکام مین قائم مقام صلاۃ مانا گیا ہے - دربارۂ اذکار داخلۂ صلاۃ کے اختلاف ہے کہ آیا اونکا ادا بغیر زبان عربی جائز ہے یا نہین - امام اعظم علیہ الرحمۃ مطلقاً جائز بتلاتے ہین صاحبین قید عجز کی لگاتے ہین بعض کتب فقہ مین خطبے کو بھی انھین اذکار کے ساتھ ملحق کیا ہے کما فی الھدایۃ والتشھد والخطبۃ علی ھذا الاختلاف فی الدر کما صح لو شرع بغیر عربیۃ ای لسان کان الی ان قال وشرطا عجزہ وعلی ھذا الاختلاف الخطبۃ وجمیع اذکار الصلاۃ اس اختلاف مین فتوی اور اعتماد قول امام ہمام پر ہے فی الطحطاوی قولہ وشرطا عجزہ الخ المعتمد قولہ پس مطابق مذہب امام اعظم کے کل اذکار داخلۂ صلاۃ کا ادا بھی بزبان غیر عربی جائز ہوا لیکن یہ جواز کراہت کے منافی نہین اسی سبب سے باوجود قول جواز کے مطابق مذہب امام کے بعض کا ادا بغیر زبان عرب مکروہ تحریمی اور بعض کا مکروہ تنزیہی ہے مثلاً ادای تکبیر افتتاح کو بزبان دیگر مطابق مذہب امام جائز کہا گیا ہے مگر چونکہ لفظ اللہ اکبر کو واجب نماز کو بغیر اسکے مکروہ لکھا گیا فی رد المحتار اما الشروع فی الفارسیۃ فالدلیل فیہ للامام اقوی فھو کون المطلوب فی الشروع الذکر والتعظیم وذلک حاصل بای لفظ کان نعم لفظ اللہ اکبر واجب للمواظبۃ علیہ لا فرض اھ یونہین دربارۂ دعای قعدۂ اخیرہ بعض علمانے لفظ مکروہ بلکہ بعض نے لفظ حرام تک اطلاق کر دیا اور یہ اطلاق بھی مخالف لفظ جواز کے نہ ٹھہرا پس دربارۂ خطبہ یہ امر غور طلب ہے کہ ادا اوسکی بزبان دیگر باوجود محکوم بجواز ہونیکے مکروہ تحریمی ہے یا نہین - واضح ہو کہ کراہت تحریم قریب بحرمت کے ہے صرف اتنا فرق ہے کہ دلیل حرمت مین ظن پیدا ہوگیا ہو یہ احکام شریعت سے ایک بڑا حکم ہے اسکے لیے کوئی دلیل معتمد چاہیے بغیر تصریح علمای معتمدین فتوای کراہت دینا درست نہوگا چنانچہ دربارۂ دعای آخر صلاۃ جو یقیناً داخل نفس صلاۃ ہے اختلاف واقع ہوا بعض علمانے اوسکی ادا بزبان دیگر کو مکروہ تحریمی کہدیا مگر محققین نے اس سبب سے کہ کراہت پر علما سے کوئی نص نہین نہ اسکی کراہت پر نہ کل اذکار داخلۂ صلاۃ کی کراہت پر جزم کیا جب وہ سب اذکار جو حقیقۃً داخل صلاۃ ہین اون پر مکروہ تحریمی کا حکم جزمی نہین دیا جاتا پس خطبہ جو کہ حقیقت کے اعتبار سے بلاشبہہ خارج صلاۃ ہے اوسکو

بغیر نقل صریح علمای معتمدین کے کیونکر مکروہ تحریمی جزماً کہا جا سکتا ہے ہان بسبب مواظبت و توارث سلف کے اگر
مکروہ تنزیہی و خلاف اولی کہا جائے تو بعید نہین فی رد المحتار قوله ودعا بالعربية وحرم بغيرها اه اقول نقله
في النهر عن الامام القرافي المالكي معللا باشتماله على ما ينافي التعظيم الى ان قال لكن المنقول عندنا الكراهة
فقد قال في غرر الافكار شرح درر البحار في هذا المحل وكره الدعاء بالعجمية لان عمر رضي الله تعالى عنه
نهى عن رطانة الاعاجم ورأيت في الولوالجية في بحث التكبير بالفارسية ان التكبير عبادة لله تعالى والله لا يحب
غير العربية ولهذا كان الدعاء بالعربية اقرب الى الاجابة فلا يقع غيرها من الالسن في الرضاء والمحبة لها
موقع كلام العرب اه وظاهر التعليل ان الدعاء بغير العربية خلاف الاولى وان الكراهة فيه تنزيهية هذا
وقد تقدم اول الفصل ان الامام رجع الى قولهما بعدم جواز الصلاة بالقراءة بالفارسية الا عند العجز
عن العربية واما صحة الشروع بالفارسية وكذا جميع اذكار الصلاة فهي على الخلاف فعنده يصح بها مطلقا
خلافا لهما كما حققه الشارح هناك والظاهر ان الصحة عنده لا تنفي الكراهة وقد صرحوا بها في الشروع
واما بقية اذكار الصلاة فلم ار من صرح فيها بالكراهة سوى ما تقدم ولا يبعد ان يكون الدعاء بالفارسية
مكروها تحريما في الصلاة وتنزيها خارجها فليتأمل اھ یعنی اذکار صلاۃ مین تکبیر افتتاح کے بارے مین تو تصریح
کراہت کی موجود ہے اور دعا کی نسبت چونکہ بعض علمانے لفظ کراہت تحریم نقل کر دیا ہے تو اگر اوسکو خاص داخل نماز مین مکروہ
تحریمی کہدیا جائے تو بعید نہین اور بقیہ اذکار کی نسبت کوئی تصریح نظر سے نہین گزری انتہی فقط واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم

جواب سوال دوم انساب مشہورہ متعارفہ ظنی ہین ظن ہی کی بنا پر احکام ظنیہ فقہیہ عرفیہ کا ترتب و ثبوت ہو مثلاً جبکہ
تسامع و شہرت کافیہ سے ابنیت زید اور ابوۃ عمرو کی معلوم ہو گئی تو شرع بھی یہی حکم دیگی اور زید وارث عمرو کا ہوگا اور ترکہ
اوسکا لیگا۔ اسی شہرت و تسامع پر حرمت انتساب الی نسب الغیر کی بنا ہے لعن اللہ من انتمی الی غیر عصبتہ یونہین
تمام احکام ظاہرہ نسب و توارث و کفو وغیرہ کی بنا اسی انتساب مشہور متعارف و متواتر پر ہے منجملہ انھین احکام
کے حکم تعظیم و اکرام شرفا و سادات ہے یعنی جو شخص باعتبار طریق متعارف ثبوت نسب کے سید ثابت ہوگا اوسکی تعظیم
و تکریم لازم ہوگی گو درحقیقت نفس الامر مین وہ ایسا نہو اور جسکا نسب بطریق شہرت و تسامع ایسا نہو گا وہ
اگرچہ عند اللہ نفس الامر مین خاص بیت طاہرہ نبویہ علی مشرفہا وعلیہا التسلیم والتحیہ سے ہو احکام ظاہری سیادت
مین التکافؤ والاکرام وغیرہما ثابت نہونگے اوسکی ایذا و عداوت سے وہ وعید جو اعدای اہل بیت کیلیے مقرر ہے عائد
نہوگی۔ صدور ذنوب و آثام و وقوع فسق و فجور اس رعایت شرف نسبت کا منافی نہین یعنی اگر مقتضای

بشریت وغلبۂ ہوائے نفس ارتکاب محرمات شرعیہ وضلالات بدعیہ کرینگے تب بھی باوجودیکہ بسبب اس ارتکاب کے اون پر حکم فسق و بدعت
وضلالت عائد ہوگا اور ساقط العدالہ مستوجب الحد فی معصیۃ توجیہا ہونگے اونکے اکرام کی بھی فی الجملہ بسبب شرافت نسب
طاہر رعایت رہیگی اور یہ رعایت اکرام بحیثیت مذکور احکام لازمہ فسق سے مخالف نہ ٹھہریگی یعنی بحیثیت اصرار علی الکبائر واعتقاد
البدعات والاہواء والضلالات اونکے ساتھ بغض بھی ہوگا اور بعض مواقع ضروریہ مفیدہ پر مثلاً جبکہ امید قوی وغلبۂ ظن
اس امر کا ہو کہ زجر نافع ہوگا اونکے یا اور اہل اسلام کیلیے باعث تنبہ اور ارتداع عن المعصیۃ ہوگا تو زجر و توبیخ سے بھی کام لیا جائیگا
اور بحیثیت انتساب مذکور اکرام بھی مرعی رہیگا جیسے فاسق اوستاد یا ماں باپ یا بادشاہ یا محسن کہ بحیثیت فسق اونکے لیے
اہانت و بغض کا حکم ہے اور دیگر حیثیات ووجوہ سے اونکے ساتھ اکرام یا ادب ظاہری بھی ملحوظ ہے۔ اور لفرض اگر وقوع کبیرۂ عظمی
یعنی اعتقاد کفر کے العیاذ باللہ تعالی اوس شخص سے جو اس نسب شریف کیطرف منتسب ہے حکم شرعی ارتداد جاری ہوگا قتل
کیا جائیگا لیکن اس طریان کفر سے اس انتساب ظاہری کی نفی شرعی قطعی لازم تحقیق نہوگی نظر شرعی فقہی بطور جزم یہ حکم
نہ دیگی کہ ایسا شخص جو بشہرت تامہ منتسب بنسب شریف مذکور ہے یقیناً اوس نسب سے نہیں مثلاً اگر کسی ایسے شخص مذکور
پر بسبب جحود کسی کلمۂ کفر یا اعتقاد کسی بدعت کے جو حد کفر تک پہونچ گئی ہو یا انکار کسی امر ضروری دین کے حکم شرعی کفر
عائد ہوا اور پھر وہ شخص تائب صحیح الاسلام ہوگیا تو شرعاً ایسے شخص کی نسبت حکم قطعی عدم سیادت یا عدم صحت نسب
مذکور قائم نہ کیا جائیگا اور وہ اپنے مورثان سادات صحیح النسب کے ترکے سے محروم نہ ٹھہریگا نظر شرعی فقہی یہ امر روا نہ رکھیگی
کہ اونمین اس بنا پر توریث جاری نہ کرے کہ مورث سادات صحیح النسب سے ہے اور محکوم بسیادت شرعاً اور وارث
محکوم بعدم سیادت شرعاً بسبب طریان کفر کے اس سبب سے کہ احکام ظاہرہ فقہیہ کی بنا صرف امر ظاہر
متعارف پر ہے اور حقیقۃ الامر انساب مخفی و مستور ہے جسکا ادراک قطعی طوق بشر سے خارج اور اوسکے لیے
منجانب شارع قطعی طور پر کوئی معیار امتحان تحقیق صحت وبطلان مقرر نہیں نہ نسب سیادت کیلیے نہ اوسکے
ماسوا کیلیے ہے اور جس شخص پر جو مشہور مسلم الانتساب بسند صحیح متواتر نسب سیادت یا اور کسی نسب کیطرف
منتسب ہے احتمال بداہۃ مخالف قائم اور جسکے انتساب کو باتفاق جمہور غلط کہا جاتا ہے یا بالکل منتسب ہے وہ حقیقۃ
منسوب بنسبت صحیحہ ہو ہاں اس انتساب شریف کے حکم اخروی و برکت و شرف باطنی میں حقیقت
واقعیہ جسکا علم قطعی حقیقی تفصیلی علام الغیوب جل مجدہ کو ہے معتبر ہے یعنی بروے بعض احادیث صحیحہ
کے جو یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ یہ ذریت طاہرہ عذاب سے بالکل محفوظ ہے اور نار ان پر حرام ہے تو اسکا تعلق
اونھین سے ہے جو فی علم اللہ تعالی حقیقت میں اس ذریت طاہرہ سے ہوں شہرت و تواتر ظاہر کو

اس امر اخروی مین کچھ دخل نہین ان احادیث کے متعلق علمای کرام کے چند اقوال منقول ہین بعض باعتبار
مفہوم ظاہر متبادر الفاظ احادیث لا یدخل احد من اہل بیتہ النار و حدیث وعدنی ربی فی
اہل بیتی من اقر منہم بالتوحید ولی بالبلاغ ان لا یعذبہم و حدیث سألت ربی ان لا یدخل احدا
من اہل بیتی النار فاعطانی و حدیث فحرمہم اللہ ذریتہا علی النار و حدیث ان اللہ قد فطمہا و ذریتہا
من النار و حدیث ان اللہ غیر معذبک ولا احد من ولدک و حدیث اللہم انی اعیذہا بک و ذریتہا
من الشیطان الرجیم وغیر ذلک من الاحادیث کے کہتے ہین کہ اس ذریت طاہرہ کے جسقدر آدمی نسلا
بعد نسل قیامت تک ہین سب مغفور لہم اور اونمین سے کوئی داخل عذاب نہوگا اگر کوئی دنیا سے حالت فسق و فجور مین
بغیر توبہ بھی جائیگا تو بھی رب العزۃ تعالی اپنی رحمت اپنے رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شفاعت سے اوسکے
گناہ معاف فرمادیگا یا قبر مین اوسکی تطہیر ہو جائیگی اور چونکہ متوفی علی الکفر کیلیے حکم خلود قطعی منصوص ان اللہ لا یغفر
ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء ہے اس سبب سے اس ذریت طاہرہ سے کوئی شخص تا قیام قیامت بفضلہ
تعالی دنیا سے حالت کفر مین نجائیگا ولا لزم التعذیب المخلد وہذا اخلاف سند السادات مین ہے قاضی شہاب الدین
ملک العلما در مناقب السادات باب [illegible] عقد کردہ در بیان آنکہ ہیچ یکے از اولاد رسول علیہ الصلاۃ والسلام بکفر
نمی رود و ایمان سادات چون ایمان عشرہ مبشرہ است درانجا میگوید کہ حکم اینست کہ در حالت نزع ایمان از
ایشان زائل نشود بعض علما ان احادیث مین نار سے مراد نار خلود لیتے ہین یعنی اس ذریت طاہرہ مین سے کوئی
شخص مخلد فی النار نہوگا سبکا خاتمہ ایمان پر ہوگا گو بعض بسبب فسق بطور تطہیر چند ایام کیلیے داخل کر دیے جاوین
والظاہر المتبادر ہو الاولی کما قالہ المزنی اور بعض کہتے ہین کہ اگرچہ ان احادیث مین حسن خاتمہ کل سادات
کا تا قیام قیامت اشارہ و ذکر ہے لیکن یہ امر قطعی قابل عقیدہ نہین کہ نہ یہ احادیث ایسی ہین کہ قابل اعتماد
فی الاعتقاد ہین اگرچہ صحاح بھی ہون تب بھی آحاد ہین اور نہ اس امر پر اجماع علمائے سلف اہل سنت منقول
ہے امر یعنی عصمت قطعیہ جمیع سادات از سوء خاتمہ اس طریق سے جیسے کہ عصمت انبیا و ملائکہ یا عشرہ مبشرہ

یا ازواج طاہرات وبنات زاکیات مسلم ومتفق علیہ ہے داخل عقائد قطعیہ اہل سنت ہے پس بطور قطع داخل عقائد نہیں ہوسکتا
جسطرح اور امور ثابتہ عن الاحادیث الآحاد الصحاح کا حال ہی ہے یعنی تسلیم وتصدیق ظنی وہی اس امر کا حال
رہیگا فے السنابل ای برادر جملہ مسائل اعتقاد تعلق بعلم کلام دارد واین مسئلہ کہ تومیگوئی یعنی سادات را
باصدور کفر وشرک ومعاصی قطعیت خیریت خاتمہ ایشان را خللے وزللے نیست این مسئلہ در ہیچ
کتابے از کتب علم کلام نیامدہ است وایضاً فیہ کتاب وسنت واجماع صحابہ عاقبت وخاتمہ ہر مومنی را مبہم
کردہ است خواہ سادات باشند خواہ غیر سادات ولوکہ بالقطع بخیریت خاتمہ خود حکم میکنی دعوی خصومت
باشرع شریف میکنی آہ فی سند السادات لمیر علی البلجرامی اکثر مردم ایمان سادات را مثل ایمان سائر
مردم میدانند ومحتمل الطرفین ودائر بین الامرین میشناسند حال آنکہ رب العزۃ تعالی شانہ سادات را بنابر
تعظیم وتکریم جناب رسالتماب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کہ اصل این شجرہ طیبہ وافق این کواکب دریہ است
بمزید عنایت نواختہ وبمرتبت حسن خاتمہ از سائر دودمانہا ممتاز ساختہ لہذا فقیر این مطلب والا برخی
از کتب ثقات برچید وجواہر آبدار ارمغان برآوردہ در سلک تحریر کشید تا ارباب عیون صحیحہ وقلوب سلیمہ
حسن ظنے بحسن خاتمہ سادات بہم رسانند وبمیامن اعتقاد صافی واخلاص وافی سعادت حسن خاتمہ
دریابند بالجملہ احادیث مذکورہ کی بنا پر حکم حسن خاتمہ ذریت طاہرہ ضرور ثابت ہوتا ہے مگر چونکہ احادیث
مذکورہ آحاد ہیں یہ عصمت قطعی مثل عصمت ملائکہ وانبیا داخل عقائد نہیں کی گئی ان احادیث مین
حرمت نار وحفاظت عن العذاب کا وعدہ ہے جسکو حسن خاتمہ لازم حکم عدم امکان طریان کفر کا استنباط
ان احادیث مذکورہ سے بنظر ظاہر ومتبادر الفاظ درست نہیں معلوم ہوتا کہ ممکن کہ طریان کے بعد پھر
زوال ہو اور مطابق کل شیٔ یرجع الی اصلہ کے طہارت اصلی کا اثر ظاہر ہو اور حکم فحرمہا اللہ وذریتہا علی النار صادق
آئے۔ اگر ان احادیث مذکورہ کے علاوہ اور کوئی نص صحیح مفید عدم امکان طریان ہو تو مدعای مذکورہ کا اثبات
ہوسکتا ہے اور وہ اسوقت نظر مین نہین ولعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا اسی سبب سے بعض علما بیان عدم طریان
کفر مین وہ کلمات استعمال فرماتے ہین جو حسن اعتقاد اور ظن خیر سے خبر دیتے ہین مثلاً علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا
واما الکفر فکاد اجزم ان لا یقع منہم تصریح جزم کی جیسے کہ عقائد قطعیہ مین کی جاتی ہے نہ فرمائی
ھذا ما عندی الآن واللہ المستعان فقط

حررہ اجوبۃ ھذہ المسائل عبد اللہ المعتصم بذیل النبی الامجد عبد الرسول
محب احمد الصدیقی الحنفی القادری البدایونی المدرس الاعلی بالمدرسۃ الشمسیۃ
الکائنۃ بجامع بدایون المحمیۃ عفی عنہ کل خطیئۃ

(مہر: محب احمد عبد الرسول ۱۲۹۲ھ)

طالب علم - اگر رواج عرب کے ساتھ
آپ کو بہت دلچسپی و دلبستگی ہے تو گاہے گاہے
حمار پر سوار ہو کر دوست و احباب کی ملاقات
اور بازار وغیرہ کو بھی چلے جایا کیجیے - آپ کے
محلے مین گدھے کثرت سے ہین زیادہ تلاش
و جستجو بھی کرنا نہوگا -
جناب مین جس فعل کی اصل حدیثہا ہی سے ثابت
ہو گئی تو وہان کا رواج نہونا مضر نہین -
علاوہ اسکے عدم رواج مستلزم عدم جواز
بھی نہین - ہمارے ہندوستان مین صدہا
علماے اہل سنت ایسے ہین کہ فاتحہ کرتے
نہین لیکن جائز جانتے ہین -
مولویصاحب - علماے دیوبند
تو فاتحہ مروجہ کو بدعت کہتے ہین حالانکہ
سبکے مقلد ہین -
طالب علم - دیوبندی وہابیونکے
بڑے بھائی ہین چند قول اونکے بطور
نمونہ بیان کرتا ہون - ایک یہ ہے کہ حضرت
صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کے زمانے مین چھ
نبی مثل حضرت محمد مصطفے صلے اللہ تعالی
علیہ وسلم کے خاتم النبیین تھے دیکھو رسالہ
تحذیر الناس مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی
اس عقیدے کا رد بھی اہل سنت و جماعت
کی جانب سے ہوگیا ہے - دوسرا قول
کمشل البول اونکا یہ ہے کہ خدا جھوٹھ بول
سکتا ہے اور یہی عقیدہ غیر مقلدین کا
بھی ہے - جانبین سے رسائل لکھے گئے
علماے اہل سنت نے اس عقیدہ خبیثہ
کا بھی خوب رد کیا فریقین کے رسائل
مطبوعہ دستیاب ہوتے ہین دیکھ لیجیے
اور مولد شریف کو بھی دیوبندی بدعت
کہتے ہین - انوار ساطعہ وغیرہ مین اسکا
خوب رد کیا گیا کہ منکرین میلاد کے دانت
کھٹے کردیے[1] خود دیوبندیون کے مقتدا
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب فیوض الحرمین
صفحہ ۲۷ مین تحریر کرتے ہین کہ مکہ معظمہ مین آنحضرت
صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کے مولد مبارک مین
ولادت شریف کے روز لوگ درود شریف

[1] بخاری جلد ثانی صفحہ ۷۶۴ مین ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی مین ثویبہ لونڈی کو آزاد کرنیکے سبب ابو لہب (کافر) سے تخفیف عذاب کی گئی ۱۲ منہ

پڑھتے تھے اور معجزات جو وقت ولادت
اور مشاہدے جو قبل نبوت ظاہر ہوئے
تھے وہ بیان کرتے تھے تو مین نے دیکھا
کہ یکبارگی انوار ظاہر ہوئے مین نہین کہسکتا
ہون کہ ان آنکھون سے دیکھا اور یہ بھی
نہین کہسکتا ہون کہ فقط روح کی آنکھون
سے دیکھا خدا جانے کیا امر تھا ان دونون
حالتونکے درمیان پس مین نے تامل کیا
تو معلوم ہوا کہ ایسے مشاہد اور ایسے مجالس
پر جو ملائکہ موکل ہین یہ اونکا نور ہے اور
مین نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار
رحمت دونون ملے ہوئے ہین انتہی۔ خدا کی
شان مقتدا کا یہ قول اور مقتدیون کا یہ ڈول
بہرکیف دیوبندیونکا قول قابل لاحول
ہے پر حجت نہین اور مجموعہ زبدۃ النصائح
مین مولانا شاہ ولی اللہ کا فتوی ہے۔ اگر ملیدہ
و شیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال
ثواب بروح ایشان پزند و بخورانند مضائقہ
نیست و طعام نذر اللہ اغنیار اخوردن

مجموعہ زبدۃ النصائح مطبوعہ ۱۲۷۱ھ

۱۳

حلال نیست و اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد
پس اغنیار اخوردن ہم جائز ہست انتہی
یہی مولانا شاہ ولی اللہ انتباہ فی سلاسل
اولیاء اللہ مین لکھتے ہین پس دہ مرتبہ درود
خوانند و ختم تمام کنند و برقدرے شیرینی
فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند
و حاجت از خدائے تعالی سوال نمایند الخ
اور وہابیان ہند کے پیشوا دیوبندیون کے
مقتدا مولوی اسمعیل دہلوی بھی فقط تعین
تاریخ و یوم کو منع کرتے ہین اور فاتحہ سے
تو اونکو بھی انکار نہین ہے صراط مستقیم مین
لکھتے ہین۔ نہ پندارند کہ نفع رسانیدن باموات
باطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست چہ این معنی
بہتر و افضل است انتہی اور اسی صراط مستقیم
مین ہے اول طالب را باید کہ باوضو دوزانو
بطور نماز بنشیند و فاتحہ بنام اکابر این طریقہ
یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری و حضرت
خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما رحمۃ
اللہ تعالی علیہم خواندہ التجا بجناب حضرت

ایزد پاک بتوسط این بزرگان نماید الخ اب
منکرین فاتحہ اول اپنے ان بزرگوارون کو
بدعتی وغیرہ القاب دیا یا جو دشنام سنانا ہو
وہ سنالین بعدہ انکار فاتحہ مین لب کھولین
اور سینے مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
سوالات عشرۂ محرم کے جواب سوال نہم مین
لکھتے ہین - طعامیکہ ثواب آن نیاز حضرت
امامین (رضی اللہ تعالی عنہما) نمایند وبران
فاتحہ وقل ودُرود خوانند تبرک میشود خوردن
آن بسیار خوب است انتہی بقدر الحاجۃ
اور تفسیر عزیزی پارۂ عم سورۂ انشقاق
آیۂ کریمۂ والقمر اذا اتسق کے تحت مین
مردیکی تین حالتین بیان کی ہین - اول جو
حالت بمجرد جدا ہونے روح کے بدن سے
ہوتی ہے اوسکے متعلق لکھتے ہین اور مدد زندونکی
مُردونکو اس حالت مین جلد پہونچتی ہے اور مردے
ایسے وقت مین اسطرف کی مدد کے منتظر ہوتے
ہین اور یون گمان کرتے ہین کہ گویا ابھی ہم
جیتے ہین اسیواسطے حدیث شریف مین قبر کے

احوال مین وارد ہے کہ مسلمان آدمی وہان
کہتا ہے دعونی اُصلے چھوڑو مجکو کہ مین
نماز پڑھون اور یہ بھی وارد ہے کہ مردہ اس
حالت مین غریق کے مانند ہے کہ انتظار فریاد
پہونچنے والے کا رکھتا ہے - صدقے اور دعائین
اور فاتحہ اوسوقت اسکے بہت کام آتے ہین
اور اسیواسطے اکثر لوگ ایک سال تک
علی الخصوص ایک چلے تک موت کے بعد
اس قسم کے کامون مین کوشش اور سعی
کرتے ہین انتہی اور فتاوی عزیزیہ مین لکھتے ہین
بالفعل انچہ معمول این فقیر ست می نویسد
از ہمین جا قیاس باید کرد در تمام سال دو مجلس
درخانۂ فقیر منعقد میشود مجلس ذکر میلاد شریف
ومجلس شہادت حسنین رضی اللہ تعالی عنہما
اول کہ مردم روز عاشورا یا یک دو روز
پیش ازین قریب چہار صد یا پنج صد کس
بلکہ ہزار فراہم آیند درود میخوانند - بعد ازان
کہ فقیر می آید می نشیند ذکر فضائل حسنین رضی اللہ
تعالی عنہما کہ در حدیث شریف وارد شدہ

۱۵

در بیان می آید بعد از ان ختم قرآن مجید و پنج
آیت خوانده بر ما حضر فاتحه نموده می آید این ست
قدر یکہ بعمل می آید۔ پس اگر این چیز ہا از و بتغیر
ہمین وضع کہ مذکور شد جائز نمی بود اقدام
بر آن اصلا نمی کرد انتہی۔ اور انھین شاہ صاحب
کا مکتوب بنام علی محمد خان رئیس مراد آباد جو
لکھا تھا اوسمین ہے پس بر ما حضر از طعام یا
شیرینی فاتحہ خوانده تقسیم آن بحاضرین مجلس
می شود انتہی اور مجموعہ زبدۃ النصائح مین مولانا
برہان الدین مرحوم کی عبارت منقول ہے۔
ہمین ہست مضمون فاتحہ مرسومہ پس ثواب
درود و الحمد و قل و ہم ثواب بذل طعام
منذور بروح الجناب خواہد رسید انتہی اور
صمصام قادری مین وصیت نامہ مولانا عبد اللہ
گجراتی ہمعصر شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ
تعالی علیہما کی عبارت مرقوم ہے تخصیصات
در اوضاع و تراکیب ماکولات و تعینات در
مقروات بفاتحہ و نیاز ہای بزرگان از رسوم
صالحہ ہست انتہی اور اسی کتاب مین جامع الاورا
کی عبارت نقل کی ہے اگر بر طعام فاتحہ کردہ بفقرا دہد
البتہ ثواب می رسد اور اسی مین ہے چون قرآن ختم کنند
اول پنج آیت خوانده دست برای فاتحہ بردارد و ثواب
ختم بارواح ہر کہ خواہد بطفیل آنحضرت صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم بخشند انتہی اور بھی بہت سے علمای
محققین نے جواز فاتحہ کا فتوی دیا ہے اور وجہ
یہی ہے کہ فاتحہ کی اصل حدیث سے نکلتی ہے

مولویصاحب فاتحہ کرنیوالونکو اکثر دیکھا جاتا
ہے کہ طعام یا شیرینی پر فاتحہ دیکر اپنے دوست و احباب
و بال بچونکے ساتھ مل جل کر کھا لیتے ہین اگر فقرا و مساکین
کو کھلاتے تو ثواب طعام میت کو پہونچتا خود کھا لیتے
مین کیا ثواب ہوگا جو میت کو پہونچائین۔

طالب علم حصول ثواب صرف فقرا و مساکین
کے دینے مین منحصر نہین ہے اپنے اہل و عیال کو کھلانا
دوست و احباب و اغنیا کی دعوت کرنا ہدیہ دینا
بھی ثواب ہے بلکہ احسان و تبرع بخشش کے
زیادہ مستحق قرابت دار ہین۔ اسیوجہ سے حدیث
شریف مین آیا ہے کہ مسکین کو دینا ایک ثواب اور
قرابتدار کو دینا دو ثواب ہین ایک صدقہ اور

ایک صلۂ رحم انتہی (مشکوٰۃ باب افضل الصدقۃ)
اور اسی باب مین ہی کہ رسول خدا صلے اللہ تعالے
علیہ وسلم سے دو عورتون نے اپنے ازواج واولاد کو
صدقہ دینے کا مسئلہ بتوسط بلال رضی اللہ تعالے
عنہ دریافت کیا حکم ہوا کہ اونکو دو اجر مین ایک اجر
قرابت اور ایک اجر صدقہ انتہی ۔ اسی باب مین
صحیحین کی اور حدیث بھی ہی کہ جسکا نفقہ تیرے
اوپر واجب ہی صدقہ اوس سے شروع کر انتہی
اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ
حدیث بیان فرماتے ہین کہ صدقہ شروع
کر اوس شخص سے جسکی پرورش کرتا ہی اپنی
مان اور باپ اور بہن اور بھائی سے ۔ پھر
جو قرابت مین تجھسے زیادہ نزدیک ہو اوسکے
بعد جو زیادہ نزدیک ہو انتہی (کنز العمال
جلد ہشتم صـ۱۵۱) ان احادیث صحیحہ سے
ثابت ہوگیا کہ طعام فاتحہ اپنے اہل وعیال
ودیگر عزیز واقارب کو کھلانا زیادہ ثواب ہی
ایسے ہی موقع پر ہم خرما وہم ثواب کا مضمون
صادق آتا ہی ۔

مولویصاحب امور مذکورہ کو تو خیر ہم
جائز کہہ سکتے ہین لیکن فاتحہ کیواسطے شل ہنود
کے مکان لیپنا پوتنا ضرور بدعت
اور اوسکا مرتکب بدعتی ۔

طالب علم جناب من احقر نے چند بار قاعدۂ
کلیہ عرض کیا کہ جس کام کی اصل شرع سے ثابت
وہ نہ بدعت ہو نہ شرک لیکن اوسکے سمجھنے
سے فہم مبارک قاصر ہی ۔ دیکھیے حدیث شریف
مین آیا ہی کہ اللہ تعالی پاک صاف ہی صفائی
ستھرائی پسند کرتا ہی اپنے مکانونکے صحن وغیرہ
کو صاف رکھو انتہی[1] ملتقطاً اس حدیث سے
اگر وجوب نہین تو استحباب صفائی تو نہایت صاف
طور پر ثابت ہوگیا اور فاتحہ کیواسطے صفائی مکان
فرض و واجب کوئی نہین سمجھتا البتہ فعل مستحسن
و خوب سمجھتے ہین اور فی نفسہ صفائی عمدہ اور بہتر
شی ہی ۔ اگر مستحسن جاننا بھی آپ بدعت کہتے ہین
تو اولاً یہ قول آپ کا صریح مخالف حدیث ہے
ثانیاً حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالی کا بدعتی
ہونا لازم آتا ہی کہ اونہون نے صحیح بخاری لکھنے مین

[1] مشکوٰۃ باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ فصل ثانی ۱۲ منہ

۱۷

یہ التزام کیا تھا کہ ہر حدیث لکھنے کیواسطے
تازہ غسل کر کے مسجد نبوی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
کے منبر شریف اور روضۂ مطہرہ کے درمیان
دوگانہ نفل ادا کر کے لکھتے تھے سولہ برس
مین بخاری شریف لکھی اور صحابۂ کرام اور
تابعین عظام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین سے
کتابت قرآن شریف کے واسطے بھی یہ اہتمام
منقول نہین ۔ اب غور کیجیے کہ بیچارے فاتحہ
کرنیوالے کو تو سال بھر مین فقط ایک دو
مرتبہ لینے کا اتفاق ہوتا ہوگا اور امام بخاری
علیہ الرحمہ حدیث لکھنے کے واسطے ہر روز
دس پانچ بار غسل کرتے تو اگر صفائی کیوجہ
سے صاحب فاتحہ کو بدعتی کہتے ہین تو اس سے
بڑھکر کوئی لقب امام بخاری رحمۃ اللہ تعالی
علیہ کے واسطے تجویز کیجیے مگر یاد رہے پھر
بخاری کے ساتھ غیر مقلدین استدلال بھی
نہین کر سکتے ۔ کیونکہ بدعتی کی حدیث جمہور
علما کے نزدیک مردود ہے نہ معلوم وہابیہ
کیسے گندہ طبیعت جبل سیرت ہین کہ صفائی
جیسی عمدہ شے سے بھی نفرت کرتے ہین شاید
جنت کو بھی بوجہ لطافت و پاکیزگی کے
ناپسند کرتے ہونگے سچ ہے ؎
کرم گین گوخوار کے آگے نہین ہے لذت حلوائے قند و انگبین

مولویصاحب جو مسلمان مرغ یا
خصی وغیرہ پالتے ہین کہ فلان نبی یا ولی کی
نیاز و نذر کا ہے وہ جانور حرام ہے یا نہین ۔

طالب علم نیاز کے لغوی معنی حاجت کے ہین
اور عرف مین نیاز بمعنی فاتحہ و ایصال ثواب
مستعمل ہے چنانچہ مولانا عبد اللہ گجراتی اور
مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کا
قول جسمین لفظ نیاز بمعنی ایصال ثواب
استعمال کیا گیا ہے سابقاً مذکور ہو چکا اور
اکثر عوام سے بھی سنا جاتا ہے کہ فاتحہ دینے کو
کہتے ہین ذرا نیاز دید و اس سے مقصود
اونکا وہی ایصال ثواب ہوتا ہے پس لفظ
نیاز بمعنی ایصال ثواب منقول عرفی ہے اور
ایصال ثواب سے تو کسیکو انکار نہین پس
جو لفظ اوسکے معنی مین مستعمل ہو اوس سے

انکار کی کیا وجہ۔ بہرکیف نیاز کی بحث تو ہو چکی لیکن نذر کی تحقیق باقی ہے۔ واضح ہو کہ شرع مین نذر کے معنی ہین (ایجاب المباح) جو عبادت مباح ہو اوسکو واجب کر لینا یعنی عبادت مقصودہ (جیسے روزہ نماز حج عمرہ اعتکاف صدقہ وغیرہ) جو بلا ایجاب نذر کرنیوالے کے شرعًا اوسپر واجب نہو اوس عبادت کو اللہ تعالی کیطرف نزدیکی حاصل کرنے کی غرض سے اپنے اوپر واجب کر لینا۔ پس نذر بمعنی شرعی غیر اللہ کے لیے جائز نہین لیکن عند الاستفسار معلوم ہوا کہ وہ لوگ نذر کے معنی ایصال ثواب جانتے ہین جسطرح کسی عالم یا درویش یا امیر کو کچھ ہدیہ و تحفہ دیتے ہین تو ادبًا کہدیتے ہین یہ آپ کی نذر ہے۔ اس سے معنی شرعی مراد نہین ہوتے بلکہ ہدیہ و تحفہ مقصود ہوتا ہے۔ اسیطرح کسی بزرگ کی طرف مرغ و خصی وغیرہ کے انتساب سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ اسکا ثواب اوس کی روح کو پہونچے۔ اسکی مثال یون سمجھیے

جیسے کوئی شخص کہے ہم اپنی مسجد مین نماز پڑھکر آئے ہین۔ اب مسجد کی نسبت اپنی طرف کرنا تو اوسکا صحیح نہین کیونکہ مسجد کسیکی ملک نہین ہے۔ غرض اس سے یہی ہوتی ہے کہ اپنے محلے کی مسجد مین نماز پڑھکر آئے ہین۔ اسکو اضافت بادنی ملابست کہتے ہین۔ عرف و
اور بادنی اتصال و مناسبت ۱۲ منہ
شرع مین اسکی مثالین بکثرت پائی جاتی ہین اہل علم پر مخفی نہین اور لغت مین بھی نذر کے ایک معنی طعام فاتحہ روح بزرگان لکھے ہین پس نذر و نیاز باین معنی غیر اللہ کیلیے جائز ہے خلاصہ یہ کہ ایسا مسلمان جو کفر و اسلام و حلال و حرام سے واقف ہو اگر وہ بہ نیت ایصال ثواب کسی جانور کو پالے تو بیشک اوس جانور کا گوشت حلال و طیب ہے کیونکہ مقصود اصلی گوشت ہوا نہ جان اوسکی البتہ جنگل و کوردہ کے مسلمان جو نہ کفر جانین نہ اسلام نہ حلال پہچانین نہ حرام ایسے جہلا اگر جانور کو کسیکے نامزد کرین اور مقصود اصلی ایصال ثواب نہو بلکہ غیر اللہ کے نام پر

اوس جانور کا خون بہانا اور جان نکالنا
مقصود ہو تو البتہ وہ گوشت حرام ہے
اس مسئلے کو جناب مولوی ابو طاہر
نبی بخش صاحب بہاری (تلمیذ رشید
جناب مولانا مولوی عبد الواحد خانصاحب
رامپوری) نے نہایت تحقیق کے ساتھ
اپنے رسالے مین لکھا ہے اوسکے ملاحظے
سے انشاء اللہ تعالے آپ کی پوری
تشفی ہو جائیگی۔

مولوی صاحب۔ اگرچہ مولوی
نبی بخش کو تالیف تصنیف کا شوق ہے
لیکن ہمارا خیال تو یہ ہے مولوی عبد الواحد خان
کے شاگردون مین آپ کی استعداد
سب سے زیادہ ہے۔

طالب علم نہین جناب آپکو علم نہین ہے جناب
مولوی ابو طاہر نبی بخش صاحب کی
بہت اچھی استعداد ہے تحقیق انیق
وغیرہ رسائل رد وہابیہ مین اونھون نے
خوب لکھے ہین اور مولوی حکیم محمد حسین
صاحب (ساکن محلہ مولانگر من محلات
بہار) کی بھی بہت عمدہ استعداد ہے انھون
بھی مولا بخش خان بڑاکری وہابی کے
رسالہ (ایقاظ البشر برد مافی سوالات
العشر) کا رد بڑی دھوم دھام سے مسمے
بدفع الشر عن امۃ خیر البشر لکھا
مطبع حنفیہ پٹنہ مین طبع ہوا ہے آجتک
کسی وہابی سے اوسکا جواب نہ ہو سکا۔
اور مولوی محمد شاہ صاحب کے اعتراضات
کا رد بھی نہایت تحقیق کے ساتھ لکھا ہے
ان دو صاحبون کے سوا اور بھی بہت سے
شاگرد ذی استعداد ہین۔ ابھی چند روز کا
ذکر ہے کہ طلبای مدرسہ کے ساتھ بہار محلہ
نجد کوچک کے بعض وہابیہ سیہ کار ناہنجار بحث
و تکرار پر آمادہ دیتا رہے۔ مگر بفضل
پروردگار و فیض رسول کردگار علیہ
صلاۃ اللہ الجلیل الجبار دم بھر مین
وہابیہ نابکار دم دبا کر فرار ہو گئے الحق
یعلو کا مضمون ظاہر ہو گیا۔

٢٠

میری غرض اس تطویل سے صرف اتنی ہے کہ جب حضور کے کمالات سب اہل کمال سے زیادہ ہیں اور مستفیضین اور متوجہین کیطرف توجہ اور اونکے پاس حضوری خواہ وہ بروح مجرد ہو یا بصور مثالی حضور کے نائبین کیواسطے ثابت ہے کما سینکشف لک مما سیأتیک بعد اور انبیا کے لیے بعد موت نفوذ عالم مین نص شیخ سے مصرح تو پھر سرور انبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیواسطے آن واحد مین چند جگہ موجود ہونا کیون غیر مسلم **دلیل پچاسی** محقق جلال الدین سیوطی شرح الصدور مین لکھتے ہین قال الحکیم الترمذی الارواح تجول فی البرزخ فتبصر احوال الدنیا ولا یعلم کنہ ذلک وکیفیتہ علی الحقیقۃ الا اللہ عزوجل ویشھد لذلک الاحادیث المرویۃ فان النائم یعرج روحہ الی العرش وھذا مع تعلقہ ببدنہ وسرعۃ عودۃ الیہ عند استیقاظہ فارواح الموتی المجردۃ عن ابدانہم اولی بعروجھا الی السماء وعودھا الی القبر فی عین تلک الساعۃ نیز اسی مین ہے والروح[۲] عند اھل السنۃ والجماعۃ ذات قائمۃ بنفسھا تصعد وتنزل وتتصل وتنفصل وتذھب وتجیٔ وتتحرک وتسکن وعلی ھذا اکثر من مائۃ دلیل مقررۃ انتھی **دلیل چھیاسی** اسی کتاب مین ہے وفی شرح البرزخ فی باب مقر الارواح اخرج الحکیم الترمذی عن سلمان الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ان ارواح المومنین تذھب فی برزخ من الارض حیث شاءت بین السماء والارض حتی یردھا اللہ الی جسدھا

---

[۱] حکیم ترمذی نے فرمایا کہ روحین برزخ مین سیر کرتی ہین اور حالات دنیا کو دیکھتی ہیں اور اسکی حقیقت اور کیفیت کو سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی نہین جانتا اور اسکی شہادت دینے والی اور تصدیق کرنیوالی وہ احادیث ہین جو در باب سونیوالے کے مروی ہین کہ روح عرش عظیم تک سیر کرتی ہے اور باوجود اسکے اوسکا تعلق اپنے بدن سے رہتا ہے اور جب وہ بیدار ہوتے ہین تو وہ روح فوراً اپنے بدن کیطرف چلی آتی ہے پس ارواح موتی مجردہ ابدان سے اولی اور افضل ہین آسمان کیطرف عروج کرنیکے لیے اور اوسیوقت قبر کیطرف لوٹ آنیکے لیے ۱۲

[۲] روح اہل سنت وجماعت کے نزدیک ایک مستقل ذات خود بخود قائم ہے چڑھتی اور اوترتی ہے ملتی اور جدا ہوتی ہے جاتی اور آتی ہے متحرک اور ساکن ہوتی ہے اور اسپر سَو سے زیادہ ادلہ موجود ہین ۱۲ مولانا مولوی علیم الدین صاحب زید فیضہ

قال رضی اللّٰہ تعالی عنہ ذل الحدیث علی ان ارواح المومنین تنزل وتقبض قال الحافظ ابن حجر
فی فتاواہ ارواح المومنین فی علیین ولکل روح بجسدھا اتصال معنوی لا یشبہ بالاتصال
فی حیاۃ الدنیا بل اشبہ شئ بہ حال النائم وان کان اشد من النائم اتصالا وبھذا یجمع
بین ما ورد من ان مقرھا تحت العرش او علیین او برزخ من الارض او عند افنیۃ القبور ومع
ذلک فھی ماذون لھا فی التصرف والسیر اسکا ترجمہ اور حاصل تذکرۃ الموتی وغیرہ میں اس طور سے
مسطور ہے حاصلش اینکہ حکیم محدث ترمذی روایت کردہ است از سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ
کہ گفت ارواح مومنین در عالم برزخ میرود ہر جاکہ بخواہد میان آسمان و زمین تا آنکہ خدائے تعالے رد
میکند آن ارواح را بسوے ابدان آنہا مولف میگوید یعنی امام سیوطی کہ حدیث مذکور دلالت میکند بر اینمعنی
کہ ارواح مومنین گذاشتہ می شود تا ہر جا کہ خواہد برود و باز رد کردہ میشود بجاہہائے خود گفت حافظ
ابن حجر در فتاوای خود کہ ارواح مومنین صالحین در علیین ہستند و معہذا آنہارا اتصالے ست معنوی
با اجساد آنہا نہ چنان اتصال کہ در حالت حیات بود بلکہ فی الجملہ مشابہت بحال نائم دارد اما در حقیقت
آن اتصال قوی تر و کامل تر ست از حال نائم و بہمین تقریر یعنی اتصال معنوی روایات کہ در باب
مقر ارواح مرویست مرتفع میشود چنانکہ در بعضے از روایات آمدہ کہ مقر ارواح زیر عرش ست یا
در طبقہ علیین ست یا آنکہ در میان آسمان و زمین ست یا در قبر ست یا در جوانب قبر ست
و باوجود آن ماذون ست در تصرفات و سیر مقامات انتہی **دلیل ستاسی** مدارج میں ہے در
حدیث مسلم آمدہ کہ گفت آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم از بعض چیزہا حاضر نہ شد مرا جواب
آن پس اندوہگین شدم و سخت شد اندوہ من چنانکہ ہرگز اینچنین اندوہگین نشدہ بودم پس نمودہ شد
مرا بیت المقدس چنانکہ از ہر چہ پرسیدند خبر دادم و گفتہ اند کہ این دو احتمال دارد یا مسجد را برداشتہ
نزد آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم آوردند چنانکہ تخت بلقیس را در طرفۃ العین نزد سلیمان علیہ السلام

۴۷

آورد ند یا تمثل کردند آنرا بر آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم چنانکہ متمثل ساختہ شد بہشت و دوزخ در نماز و احتمال دیگر آنست کہ برداشتہ شد پردہ و در ہمانجا کہ بیت المقدس است نمودند و در روایت آمدہ است کہ جبریل علیہ السلام مسجد اقصے را آورد و نزدیک خانۂ عقیل در نظر من بداشت در آن میدیدم و از ہرچہ می پرسیدند جواب میگفتم میں کہتا ہون جب بیت المقدس کا تمثل یا رفع حجاب یا نفس حضور ممکن واقع تو پھر حضور سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نسبت یہ جملہ امور کیون نہین جائز

دلیل اٹھاسی ایضًا اسی کے بیان معراج مین ہی بعد ازان رسید بہ بیت المقدس وحاضر شدند ملائکہ و متمثل گردانیدہ شدند ارواح انبیا از آدم تا عیسی علیہم السلام و ثنا گفتند مر خدا را و صلاۃ فرستادند بر حضرت محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم و اعتراف کردند ہمہ بفضل حضرت محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پس اذان گفتہ شد و تکبیر ہم آوردہ شد برای نماز و تقدیم کردند حضرت محمد را صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پس آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم امامت کرد و ہمہ انبیا و ملائکہ اقتدا کردند بوی انتہی میں کہتا ہون جسطرح تمام انبیا علیہم السلام حضور کی خدمت بابرکت مین حاضر اور مشرف ہوئے۔ اسیطرح اگر حضور کی تشریف آوری سے امت مرحومہ محبوبہ مشرف ہو تو کونسا استبعاد ہی اور کیون محل استعجاب

دلیل نواسی رد المحتار حاشیۂ در مختار مین ہی[1] الکعبۃ اذا رفعت عن مکانہا لزیارۃ اصحاب الکرامۃ ففی تلک الحالۃ جازت الصلاۃ الی ارضہا طحطاوی مین ہی[2] ذکر الامام النسفی حین سئل عما یحکی ان الکعبۃ کانت تزور واحدا من الاولیاء ہل یجوز القول بہ فقال نقض العادۃ علی سبیل الکرامۃ لاہل الولایۃ جائز عند اہل السنۃ نیز اسی مین ہی

---

[1] کعبۂ شریف جب اپنے مکان سے اوٹھایا جائے کسی صاحب کرامت بزرگ کی ملاقات کیلیے تو اس حال مین اوسکی زمین کیطرف نماز پڑھنا جائز ہی ۱۲ [2] امام نسفی نے ذکر کیا کہ جب اونسے لوگونے سوال کیا اوس شخص کی حکایت سے کہ کعبۂ شریف کسی ولی کی اولیا مین سے زیارت کو جاتا ہی کہ یہ قول موافق شرع شریف کے ہی یا نہین تو فرمایا کہ خلاف عادت بطریقۂ کرامت اہل سنت وجماعت کے نزدیک اہل ولایت کے لیے جائز ہی یہ ولی کی کرامت ہی ۱۲ مولانا مولوی علیم الدین صاحب اسلام آبادی زید فیضہ۔

القبلة[1] هي العرصة وما حاذاها من الهواء حتى لو رفعت لزيارة اصحاب الكرامات جازت الصلاة نحوها جب کعبے کا ارتفاع اپنی جگہ سے اولیا کے واسطے اور بیت المقدس کا سید الانبیا کے واسطے اور تخت بلقیس کا سلیمان علیہم السلام کے واسطے جائز اور واقع تو پھر حبیب خالق عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کی خاطر حضور سے مستغیثین ومخلصین کا سامنا خواہ بہ تشریف آوری یا بزوی ارض یا بارتفاع حجاب وغیرہا قدرت آلٰہیہ کے احاطے سے کیا باہر ہے استغفر اللہ وسبحان اللہ ما قدروا اللہ حق قدرہ والارض جمیعا قبضتہ والسمٰوٰت مطویات بیمینہ فافهم وتدبر وتشکر فانہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم خلیفة اللہ تعالی علی الاطلاق وتذکر معنے الخلافة مما ذکرنا من قبل وقد قال[2] صلی اللہ تعالی علیہ وسلم زویت لی الارض فرأیت مشارقها ومغاربها کما فی المیزان للعارف الشعرانی وقال علیہ الصلاة والسلام رأیت کل شئ وتجلے لی کل شئ وانکشف لی ما کان وما یکون کما فی البخاری والمشکوٰة وغیرهما من کتب الصحاح وقال صلے اللہ تعالی علیہ وسلم ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیها والی ما هو کائن فیها الی یوم القیامة کانما انظر الی کفی هذہ کما فی المواهب وشرحہ للزرقانی وغیرهما من کتب السیر وقال[3] المرتضی کرم اللہ تعالی وجهہ وفیک انطوی العالم الاکبر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین

[1] قبلہ وہی عرصہ ہے اور جو اوسکے مقابلے مین ہو ہوا سے یہانتک کہ اگر کعبہ شریف کسی بزرگ کی زیارت کو چلا جائے تو اوسکی طرف نماز جائز ہے ۱۲ [2] رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے واسطے زمین لپیٹ دی گئی ہے تو مین نے اوسکے مغرب اور مشرق کو دیکھا اسیطرح میزان شعرانی مین ہے اور آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ مینے ہر چیز کو دیکھا اور میرے لیے ہر چیز کھلگئی اور جو چیز ہو چکی اور جو چیز آیندہ قیامت تک ہوگی وہ سب میرے واسطے کھلگئی۔ بخاری وغیرہ مین یہ قصہ جو ہے اور آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے واسطے اللہ تعالی نے دنیا کو اوٹھا دیا تو مین اوسکی طرف اور جو چیزین دنیا مین قیامت تک ہونیوالی ہین اونکی طرف

عارفان آفتابند کہ بر جملگی عالم می تابند واز نور ایشان ہمہ عالم روشن ست باوجودان نصوص
اور دلائل قاہرہ اور براہین باہرہ اور باوصف اقرار وتصدیق فرمان واجب الاذعان ان اللہ[۱]
علی کل شئ قدیر اور انزلنا علیک الکتٰب تبیانا لکل شئ۔ وکان فضل اللہ علیک عظیما اور
علمت علم الاولین والاخرین وامثالہا کی جب کسی نے حضور کی حضوری یا تشریف آوری
یا رفع حجاب یا علم غیب مین آئین بائین شائین بکا اوسنے قرآن وحدیث کا مطلب خاک نہ سمجھا دلیل
نوے صحیح مسلم مین حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر مین جب
حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وادی ارزق مین پہونچے جو مکے اور مدینے کے درمیان مین ہے تو فرمایا
کہ مین دیکھتا ہون حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پھر اونکا رنگ اور بالونکا حال بیان کیا اور فرمایا
لبیک کہتے جا رہے ہین ایسا ہی جب ایک پہاڑ کی گھاٹی پر جسکا نام ہرشا یا لفت تھا پہونچے تو فرمایا
مین دیکھتا ہون یونس علیہ السلام کو سرخ اونٹنی پر سوار صوف کا جبہ پہنے ہوئے اونکی اونٹنی کی نکیل پوست
خرما کی ہے لبیک کہتے چلے جاتے ہین اسپر شیخ ترجمہ مشکوۃ مین لکھتے ہین۔ چون اتفاق است بر حیات
انبیا علیہم السلام بحیات حقیقی ودنیاوی لیکن محجوب انداز نظر عوام پس بحقیقت نمود ایشان انحبیب خود
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بے منام وبے مثال وبے اشتباہ وبے اشکال انتہی ایسا ہی کہا علامہ قسطلانی
نے مواہب مین ہو علی الحقیقۃ کان الانبیاء احیاء عند ربھم یرزقون فلا مانع ان یحجوا فی ھذہ
الحالۃ کما فی صحیح مسلم عن انس انہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم رای موسی قائما فی قبرہ
یصلی قال القرطبی حبب الیھم العبادۃ فھم یتعبدون بما یجدونہ یعنی انبیا علیہم السلام حقیقی
زندہ ہین اور حج نماز وغیرہ جو عبادتین اونکا جی چاہتا ہے کرتے پھرتے ہین کوئی ممانعت نہین جب
ارواح انبیا کو کہین آنے جانے پھرنے کی ممانعت نہین جیسا کہ ان احادیث کے قصون اور روایات

---

[۱] بیشک اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے اور ہمنے آپکے اوپر ایسا قرآن شریف نازل کیا جو ہر چیز کیلیے روشن بیان ہے اور اللہ تعالی کا آپکے اوپر بڑا فضل ہے اور مجکو اللہ تعالی کیطرف سے اولین اور آخرین کے علم کی تعلیم ہوئی ہے " مولانا علیم الدین صاحب زید فیضہم

سابقہ سے واضح ہوا تو پھر محافل خیر مین سید الانبیا اور سلطان المرسلین کی حضوری اور تشریف آوری مین کونسی ممانعت کس دلیل سے **دلیل اکانوے** سیرت حلبی مین ہے للارواح تتجسد[1] وتظهر فی صور مختلفة من عالم المثال اور علامہ جلال الدین سیوطی کا قول ہے تعدد الصور بالتخیل والتشکل ممکن کما یقع للجان اسکی تصدیق وتقریر حضرت امام ربانی کے کلام مبارک سے سابقاً مفصلاً گزر چکی ہر گاہ جنیان از این قدرت بود ارواح کمل را اگر عطا فرمایند چہ محل تعجب ست **دلیل بانوے** شیخ محدث دہلوی کتاب اخبار الاخیار احوال حضرت سلطان الہند خواجہ بزرگ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالی علیہ مین تحریر فرماتے ہین روزے پتہور اسلمانے را از پیوستگان خواجہ قدس سرہ بسببے از اسباب رنجانید آن مسلمان التجا بخدمت او آورد خواجہ بشفاعت بہ پتہورا گفتہ فرستاد پتہورا گفتہ شیخ قبول نکرد چون این سخن بخواجہ رسید فرمود کہ پتہورا را زندہ گرفتیم ودادیم ہمدران ایام لشکر سلطان معز الدین از غزنین رسید وپتہورا مقابل لشکر اسلام بایستاد وبدست معز الدین اسیر گشت نیز اسمین ہے فرمود عارفان را مرتبہ ایست چون بدان مرتبہ رسند جملگی عالم وانچہ در عالم است میان دو انگشت خود بہ بینند **اقول** یہ عرفا سید الانبیا کے نواب اور خلفا ہین جب انکا یہ حال ہے تو حضور کی حضوری اسپر قیاس کرنی چاہیے۔

دلیل ترانوے نیز اسمین ہے فرمود کہ کمترین پایہ وجبہ عارف در محبت آنست کہ صفات حق تعالی در وے بود فرمود درویش آنست کہ ہر آن بندہ بر آنکس کہ بحاجت آید محروم باز نگردد **دلیل چورانوے** نیز اسی کتاب مین ہے اقوال قطب الاقطاب حضرت غوث الاعظم شیخ الاسلام والمسلمین محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی قدس سرہ کے مذکور ہے عز وعلا اورا بمرتبہ قطبیت کبری وولایت عظمی مخصوص گردانید ومفاتیح خزائن جود وازمہ

---

[1] ارواح بصورت جسم ہو جاتے ہین اور عالم مثال مین رنگ برنگ صور تونمین ظاہر ہوتے ہین مثل جن کے ۱۲ مولانا مولوی علیم الدین صاحب زید فیضہ۔

تصرفات وجود در القبضہ اقتدار و دست اختیار او سپرد فھو قطب الوقت وسلطان
الوجود وخلیفۃ اللہ فی ارضہ ووارث کتابہ ونائب رسولہ سلطان الطریق والمتصرف
فی الوجود علی التحقیق رضی اللہ تعالی عنہ انتہی **اقول** نائبین مین کمال منیب کا ہوتا ہے
معتقدین کو حضور کی حضوری اور تصرف فی الوجود کیواسطے یہ سند کافی اور منکر کے مرض
قلبی کو قرآن وحدیث بھی غیر شافی **دلیل بچانوے** نیز اسی کتاب مین حضرت
غوث الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے احوال مین فرماتے ہین نقلاً عنہ فرمود کہ در اول حال
رسول خدا را صلے اللہ تعالی علیہ وسلم وحضرت مرتضےٰ را علیہ رضوان اللہ تعالی در خواب
دیدم کہ امر فرمودند مرا بتکلم وانداختند در دہن من لعاب دہن وبکشادند بر من ابواب سخن
دلیل چھیانوے نیز اسمین حضرت شیخ غوث علی الاطلاق کے حال مین ہے
فرمودہ اند کہ جمیع اولیا وانبیا احیا باجساد واموات بارواح وجن وملائکہ در مجلس او حاضر
میشدند وحضرت حبیب رب العالمین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وآلہ اجمعین۔ نیز از برائے تربیت
وتائید تجلی میفرمودند وخضر علیہ السلام اکثر اوقات از حاضران مجلس شریف می بودند
نیز اسمین ہے آنحضرت بر بالائے کرسی می فرمود حاضر میشوند در مجلس من ملک وخواص اولیا
وغیبیان تا بیاموزند از من تواضع مرجناب مقدس را ہیچ ولی نیست کہ حق تعالی او را خلق
فرمودہ بمجلس من حاضر نشدہ احیا باجساد واموات بارواح نیز فرمود صغیر بودم روز
عرفہ بجانب سواد شہر برآمدہ دنبال گاوے از گاوان حراثت می دویدم گاوے بگردید بجانب
من نگاہے کرد وگفت یا عبد القادر ترا از برائے امثال این کارہا پیدا نکردند وباینہا امر
نکردہ ترسان ولرزان بجانب خانہ برگشتم وبجام خانہ برآمدم مردم را دیدم کہ وقوف بعرفات
میکنند پس پیش والدہ آمدم واز وے طلب اذن کردم کہ بہ بغداد روم وتحصیل علم نمایم

٧٩

وصالحا ز زیارت کنم رضی اللہ تعالی عنہ وعن جمیع الصالحین **دلیل ستانوے** اسی ہیں ہے

نیز میفرمودند کہ ہرگاہ قصد میکردم کہ با خردان بازی کنم آوازے می شنیدم کہ میگفتند بجانب

من بیا ای مبارک پس از ترس میگریختم و در کنار مادر می افتادم والآن این کلمہ را در خلوت

خود می شنودم و شیخ بزرگ شہاب الدین عمر سہروردی فرمودہ است کان الشیخ عبدالقادر

سلطان الطریق المتصرف فی الوجود علی التحقیق وکانت لہ الید المبسوطۃ من اللہ

فی التصریف والفعل الخارق الدائم و امام عبداللہ یافعی فرمودہ است کراماتہ بلغت

حد التواتر ومعلوم بالاتفاق و از آنحضرت از ہر جنس کرامات نقل کردہ انداز تصرف در

ظواہر خلق و بواطن ایشان واجرای حکم بر انس وجان واطلاع ضمائر واظہار سرائر وتکلم بر

خواطر واطلاع بر بواطن ملک وملکوت وکشف حقائق جبروت واسرار لاہوت واعطای

مواہب غیبیہ وامداد عطایای لاریبیہ وتصریف وتقلیب حوادث ودواہی وتصریف اکوان

بمحو واثبات الہی واتصاف بصفت امات واحیا وتحقق بنعت افنا وانشا وابرای اکمہ وابرص وتصحیح

مرضی وتشفیہ اعلا وطی زمان ومکان وانفاذ امر در زمین وآسمان وسیر بر آب وطیر در ہوا و

تصریف ارادت مردم وتقلیب طبائع اشیا واحضار اشیا از غیب واخبار از ماضی وآتی بلا شک وریب

وسائر انواع کرامات وخوارق عادات بر سبیل اتصال ودوام بین الخاص والعام بر سبیل قصد وارادہ

مطلق بلکہ بر طریق اظہار دعوی بر حق ودر ہر یکے ازین امور حکایات وروایات آمدہ است کہ قلم از تحریر

وزبان از تقریر آن قاصر ست وکتب مشایخ خصوصاً تصانیف امام عبداللہ یافعی بدان مزین ومشحون است

انتہی یقول الفقیر ابو الذکا عفا اللہ تعالی لہ ولوالدیہ ولمشایخہ یہ سب کمالات اور کل ولیاکے ایک قطرہ ہے آفتاب

کمالات ختم رسالت سے اور ایک قطرہ ہے بحار افضال ختم نبوت سے علی صاحبہا افضل الصلوات واکمل التحیات

فاذا کان نائبہ وخلیفتہ صلی اللہ علیہ وسلم کذا لک فما ظنک بحضرتہ صلے اللہ علیہ وسلم ھنالک ع قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

لہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ بادشاہ طریقت ہیں وجود میں تصرف کرتے ہیں اور اللہ تعالی کیطرف سے انکو

۶۰ حضرت غوث اعظم کا تصرف زمین اور آسمان میں ... مولانا ... صاحب سلسلہ ... آبادی

باقی در پرچہ آیندہ

اسیطرح[۱] علامہ عینی شرح صحیح بخاری مین تحقیق فرماتے ہین اما تقبیل الاماکن الشریفۃ علی قصد التبرک وکذلک تقبیل ایدی الصالحین وارجلهم فهو حسن محمود باعتبار القصد والنیۃ انتہی[۱] اسمین ہو قد[۲] رأیت فی تعلیق جدی محمد بن ابی بکر عن الامام محمد ان بعضهم کان اذا رأی المصاحف قبلها واذا رأی اجزاء الحدیث قبلها واذا رأی قبور الصالحین قبلها ولا یبعد هذا فی کل ما فیہ تعظیم اللہ تعالی بلکہ قبر شریف اولیا کے علاوہ اونکی دہلیز اور چوکھٹ کا چومنا بھی جائز ہے کما قال صاحب النہایۃ ان الامام[۳] الرملی افتی بجواز تقبیل اعتاب الاولیاء علی قصد التبرک من غیر کراہۃ ایسا ہی نعلین مبارک کے نقشے کا چومنا اور کعبۂ شریف و مدینۂ منورہ و روضۂ مقدسہ کے نقشوں اور تصویرون کا بنانا اور چومنا اور اونکا صرف جواز نہین بلکہ استحباب و برکات و منافع کو کتب معتبرہ مین علمای محققین نے ذکر فرمایا ہے اور مسلم رکھا ہے اور خود بنایا ہے از انجملہ امام محدث جلیل القدر ابو نعیم صاحب حلیۃ الاولیا علامہ ابن جوزی محدث ابن عساکر امام تاج الدین فاکہانی علامہ سید سمہودی صاحب کتاب الوفا و خلاصۃ الوفا عارف باللہ سید محمد سلیمان جزولی صاحب دلائل ابن حجر مکی صاحب الجوہر المنظم علامہ زرقانی شارح مواہب شیخ مولانا عبدالحق محدث دہلوی صاحب جذب القلوب علامہ قسطلانی شارح صحیح بخاری و صاحب مواہب لدنیہ ابن حجر عسقلانی

۱؎ لیکن امکنۂ شریفہ کو تبرک کے ارادے سے چومنا اور اسیطرح بزرگان دین اور صالحین کے ہاتھ پاؤن چومنا پس وہ ایک امر حسن و مستحسن و محمود ہے باعتبار قصد و نیت کے ۲؎ مین نے اپنے دادا محمد بن ابو بکر کی تعلیق مین امام محمدؒ سے منقول دیکھا کہ بعضے ایسے شخص تھے کہ جب قرآن شریف کو دیکھتے تھے تو اوسکو چومتے تھے اور جب اجزای حدیث شریف کو دیکھتے او نکو بوسہ دیتے اور جب قبور صالحین کو دیکھتے اونکو چومتے اور یہ بعید نہین اون چیزون مین جنمین اللہ تعالی کی تعظیم ہو ۱۲ ۳؎ بیشک امام رملی نے فتوی دیا ہے کہ اولیا کی چوکھٹو نکو تبرک کے قصد سے چومنا بلا کراہت جائز ہے ۱۲

صاحب تبصیر امام[١٢] سخاوی صاحب مقاصد الحسنۃ علامہ[١٣] حافظ جلال الدین سیوطی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ
علیہم اجمعین میں اپنی تحقیق[١۴] الحق المبین میں حضرت مولانا شاہ احمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسئلۂ طواف
میں تحریر فرماتے ہیں و در مطالب المومنین جواز نقل کردہ حیث قال وان کان قبر عبد صالح
ویمکن ان یطوف حولہ طاف ثلثاً او سبعاً و مولانا[١٩] جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ در نفحات الانس از
شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نیز جواز نقل ساختہ نیز[٢٠] اسی کتاب مسئلۂ جواز بوسہ دادن
بر قبر میں مرقوم ہے در مطالب المومنین نوشتہ ولا باس بتقبیل قبر الدیہ نعم روی عن
ابن عمر انہ کان یضع یدہ الیمنی علی القبر و ورد[٢١] فی سند جید ان بلالا رضی اللہ
تعالیٰ عنہ لما زارہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الشام المنام السابق ذکرہ جعل یبکی
و یمرغ وجہہ علی القبر وجاء[٢٢] عن فاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم لما قبر اخذت فاطمۃ ابنتہ قبضۃ من تراب قبرہ وجعلتہ علی عینیہا وقال[٢٣]
الخطیب بعد ما ذکر عن بلال وابن عمر لا شک ان الاستغراق فی المحبۃ یحمل علی الاذن فی ذلک
والمقصود من ذلک کلہ الاحترام والتعظیم والناس یختلف مراتبہم فی ذلک کما کانت یختلف
فی حیاتہ فاناس حین یرون لا یملکون انفسہم بل یبادرون الیہ والناس فیہم اناءۃ یتاخرون
وکل محل خیر اتھم وعلی ھذا[٢۴] المحمل قول المحب الطبری وابن ابی الضیف یجوز تقبیل القبر ومسہ
وعلیہ[٢۵] عمل العلماء الصالحین طوالع الانوار انتہی ما فی التحقیق لمولانا الشیخ احمد سعید قدس

شرح در المختار

لہ اگر بندۂ صالح کی قبر ہو اور اوسکے آس پاس طواف کر سکے تو تین بار یا سات بار اوسکے گرد اگرد طواف کرے
یعنی کا پھیرے ١٢ ؎ ماں باپ کی قبر کا چومنا جائز ہے کچھ مضایقہ نہیں ہاں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اپنے دست راست کو قبر پر رکھتے تھے اور سند معتبر سے وارد ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ
تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھکر جب ملک شام سے تشریف لاکر زیارت سے
مشرف ہوئے تو وہ روتے تھے اور اپنے منہ اور چہرے کو قبر شریف پر رگڑتے تھے اور حضرت (باقی در صفحۂ آیندہ)

سرۃ المجید مین کہتا ہون عمل[۷] علمای صالحین اور توارث مشایخ کاملین جو بہترین اشخاص وافراد
بہترین امت کے ہین مسائل اربعۂ مذکورہ بلکہ سبعۂ مسطورہ وغیرہا مین فی نفسہ ایک حجت ہی حجج
شرعیہ مقبولہ سے خصوصاً ایسی حالت مین کہ ایک مدت سے بطور عرف وعادت کے یہ امور رائج
ہو چکے ہین اور سند اسپر کہ تعامل علمای صالحین امت حجت ہی مستغنی عن البیان ہی معہذا چند
سندین واسطے اطمینان عامہ کے حیز تحریر مین لاتا ہون ہدایہ[۱] مین ہی مالم ینص علیہ فهو محمول
علی عادات الناس فتاوی[۱] برجندی مین ہی العرف[۲] ایضا حجة بالنص قال علیہ السلام ما
رأه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن کافی[۳] مین ہی قولنا[۴] اقرب الی عرف دیار ابی حنیفہ[۴] بہ
محیط مین ہی ما رأه[۵] المسلمون حسنا فهو عند الله حسن خصوصا اذا استمر فی بلاد الاسلام
والامصار لان العرف اذا استمر نزل منزلة الاجماع وکذا العادة اذا استمرت واشتہرت
علامہ شامی لکھتے ہین هذا[۶] اما صححہ المتاخرون لتعامل المسلمین عینی[۷] شرح ہدایہ

(بقیۂ حاشیہ صفحۂ گذشتہ) فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم دفن ہوئے
تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک مٹھی مٹی قبر شریف سے لیکر اپنی دونون آنکھون سے ملی اور خطیب نے بعد ذکر بلال ابن عمر
رضی اللہ تعالی عنہم کے فرمایا کہ کوئی شک نہین کہ زیادتی محبت اس فعل پر اجازت دیتی ہی اور مقصود ان افعال سے فقط تعظیم
واحترام ہی اور آدمی کے مراتب محبت مختلف ہین جیسا کہ حیات مین مختلف ہین پس بعض آدمی جب دیکھتے ہین تو اپنی جان پر
قادر نہین ہوتے ہین وہ مجبور رہتے ہین بلکہ ان ظروف کی طرف جلدی کرتے ہین اور بعض لوگ تاخیر کرتے ہین اور ہر ایک
کیلیے محل وموقع جدا ہی اور اسی پر قول محب اور طبری اور ابن ابی ضیف بھی محمول ہی کہ وہ قبر کو چومنا اوسکو چھونا
جائز فرماتے ہین اور عمل علمای صالحین کا بھی اسی پر ہی ۱۲ [۱] جن چیزونکے باب مین کوئی نص نہ آئی ہو تو وہ رسم ورواج
اور لوگونکی عادت پر محمول ہین [۲] عرف ورواج بھی ایک دلیل شرعی ہی یہ نص سے ثابت ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس چیز کو مسلمان اچھا جانین وہ اللہ تعالی کے نزدیک بھی اچھی اور پسندیدہ ہی ۱۲
[۳] ہمارا قول ہمارے ملک کے عرف ورواج کے بہت قریب ہی تو اسکے ساتھ فتوی دیا جائیگا [۴] جس چیز کو مسلمان حسن جانین
وہ اللہ تعالی کے نزدیک بھی حسن ہی خاصکر جب مسلمانونکے ملکون اور شہرون مین ہمیشہ جاری وساری ہو کیونکہ عرف جب جاری ہو جاتا
ہی تو وہ قائم مقام اجماع کے ہو جاتا ہی اور اسیطرح عادت بھی جب ہمیشہ جاری ہو اور مشہور ہو تو اوسکا بھی یہی حکم ہی [۵] یہ وہ
چیز ہی کہ جسکی مسلمانونکے عرف کیوجہ سے متاخرین نے تصحیح فرمائی ہی ۱۲ —

مین ہے وبذلک[1] جرت العادۃ الفاشیۃ وھی من احدی الحجج التی یحکم بھا قال علیہ السلام

ماراٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن بستان[2] فقیہ ابی اللیث مین ہے فلو شارط لتعلیم

القرآن ارجوان لا باس بہ لان المسلمین قد توارثوا ذلک فصار ذلک سبیل المومنین وسبیل المومنین حق

انتھی اسکے علاوہ توارث یعنی عمل درآمد اہل حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً امور مذکورہ کے باب مین

ہمارے عمل کیواسطے حجت کافی اور دلیل وافی ہے اسلیے کہ فقہائے معتمدین اور علمائے معتبرین تعامل

اہل حرمین شریفین سے بالاتفاق احتجاج اور تمسک کرتے چلے آئے ہین اور ہر زمانے مین اونکا عمل

حجت ہے بوجہ نفی خبث اور ثبوت طہارت اونکی کے علی الدوام - ہدایہ باب الاذان مین ہے یجوز للفجر

فی النصف الاخیر من اللیل لتوارث اہل الحرمین شیخ محقق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات ترجمہ

مشکوۃ مین لکھتے ہین کہ زیارت قبور بروز جمعہ خصوصاً دوپہر سے پہلے افضل ہے اسلیے کہ یہی متعارف

اہل حرمین شریفین ہے - صاحب ہدایہ کے اس قول پر بعض[3] مشائخنا استحسنوا الاستیجار

علی تعلیم القرآن الیوم وعلیہ الفتوی صاحب نہایہ لکھتے ہین وھم[4] ائمۃ بلخ فانھم

اختاروا قول اھل المدینۃ شیخ محدث دہلوی جذب القلوب مین حدیث بخاری شریف انھا[5]

طیبۃ تنفی الذنوب کما تنفی الکیر خبث الحدید اور حدیث شریف المدینۃ[6] تنفی خبث

الرجال کما تنفی الکیر خبث الحدید کو نقل کرکے لکھتے ہین مراد نفی ابعاد اہل شر و فساد ست

---

[1] اسیکے ساتھ عادت مشہورہ جاری ہے اور وہ ایک دلیل ہے ادلہ شرعیہ سے جنکے ساتھ حکم شرع دیا جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس چیز کو مسلمان حسن جانین تو وہ اللہ تعالی کے نزدیک بھی حسن ہے ۱۲ [2] پس اگر تعلیم قرآن شریف کیواسطے شرط کرلے تو امید کرتا ہون کہ اسمین کچھ خوف نہو کیونکہ مسلمانون نے اسکا عرف کرلیا ہے پس ہوگیا وہ سبیل مومنین اور سبیل مومنین حق ہے ۱۲ [3] ہمارے بعض علماء و مشائخ نے تعلیم قرآن شریف پر آجکل اجرت لینے کو مستحسن فرمایا ہے اور اسی پر فتوی ہے [4] وہ لوگ بلخ کے ائمہ معتبرین ہین تو اونھون نے اہل مدینہ منورہ کے قول کو اختیار کیا ہے ۱۲ [5] مدینہ شریف گناہونکو ایسا پاک کرتا ہے جیسا کہ بھٹی لوہے کے میل کو دور کرتی ہے ۱۲ [6] مدینہ طیبہ آدمی کے میل اور گناہ اور پلیدی کو ایسا صاف اور دور کرتا ہے جیسا کہ بھٹی لوہے کے میل کو ۱۲ -

از ساحت عزت این بلدۂ طیبہ و بقول اکثر علمائے دین خاصیت مذکورہ در جمیع از بان وجود
پیداست انتہی - غایۃ التحقیق شرح حسامی مین مسطور ہو[۱] اذا انتفی عنہم الخبث وجبت
متابعتہم ضرورۃ[۲] علامہ قرطبی حدیث ان الایمان لیارز الی المدینۃ کما تارز الحیۃ الی
جحرھا پر لکھتے ہین وفیہ[۳] تنبیہ علے صحۃ مذھبہم وسلامتہم من البدع وان عملہم
حجۃ فی زماننا اور اول دلیل اس مدعا پر وہ حدیث ہو جسکو حافظ محمد بن طاہر مقدسی نے حضرت
زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہو وھو ھذا[۴] اذا رأیت اھل المدینۃ اجتمعوا
علے شئ فاعلم انہ سنۃ اسیواسطے امام نووی رحمۃ اللہ تعالی علیہ افادہ فرماتے ہین و[۵] یرجع
فی کل زمان الی العرب الموجودین فیہ اس تنقیح سے واضح ہوا کہ جب اتنے علمائے اعلام
جواز امور مذکورہ پر متفق مع علمائے حرمین شریفین تو معلوم ہوا کہ جواز راجح اور عدم جواز مرجوح
اور رسم المفتی مین یہ اصل مقرر ہو چکی ہو کہ قول مرجوح پر عمل اور فتوی جہل اور مخالفت ہو اجماع کی
العمل[۶] والفتیا بالقول المرجوح جھل وخرق للاجماع کما فی الدر المختار وغیرہ
اب مین بطور **اجمال بعد التفصیل** تذکیرا وتسہیلا للنظر لمن اراد ان یتذکر اولاً
شکور التحقیق ماسبق مین جو گذر چکا اوسکی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہون کہ جو صاحب تفصیل کی ہمت
نہ پائین اجمال پر اکتفا فرمائین بنا علی القبور کے باب مین صاحب فتح الباری نے جواز کی تصریح کی

---

[۱] جب باشندگان مدینۂ منورہ سے خبث دور ہوا تو اونکی اطاعت و متابعت ضرور واجب ہو [۲] مدینۂ منورہ کیطرف
ایمان ایسا سمٹ کر آجائیگا جیسا کہ سانپ اپنے سوراخ مین سمٹ کر آجاتا ہو [۳] اسمین مدینۂ منورہ کے باشندگان کی صحت
مذہب پر اور بدعت سے سلامت ہونے پر تنبیہ ہو اور اونکے عمل ہمارے زمانے مین دلیل و حجت ہین [۴] جب تمنے
اہل مدینۂ شریف کو اسطرح پر دیکھا کہ اون لوگون نے کسی چیز پر اجماع کیا ہو اور اوسپر جمگئے تو جان لو کہ وہ
سنت ہو [۵] ہر زمانے مین علمای عرب موجود کیطرف رجوع کیا جائیگا [۶] قول مرجوح کے اوپر عمل کرنا اور قول
مرجوح کے ساتھ فتوی دینا جہالت اور خلاف اجماع ہو اسیطرح در مختار وغیرہ مین مذکور ہو ۱۲-

بقوله جاز روح البیان اور کشف النور مین جائز مجمع البحار اور تکملۂ مجمع البحار مین قد اباح السلف کما بوارق محمدیہ مین فعل صحابہ و تابعین نقل کیا رد المحتار مین احکام اور جامع الفتاوی سے لا یکرہ البناء اشباہ شرح زاد اللبیب وغیرہ مین جواز بنا کا قول کیا امام بخاری کے روایا مع شرح فتح الباری اسکے مؤید اور مثبت تیسیر القاری ترجمہ بخاری مین روا باشد فرمایا۔ اثر عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا مین خود اونکا فعل جواز کی دلیل واضح اور راجح۔ روح البیان مین مزارون پرسے گنبد ونکو منہدم کرنیکو صریح کفر بتایا اور ہادمین کو فرعون وقت بنایا۔ تحقیق الحق مین در مختار سے فتوی جواز بلا کراہت پر نقل فرمایا طوالع الانوار شرح در مختار مین لا باس بالبناء لکھا فتاوی امداد اور فتاوی کبیری اور فتاوی غیاثیہ مین لا یکرہ پر فتوی نقل کیا۔ صاحب فصل الخطاب فی خلافۃ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ مین شہدای صحابہ کے قبور پر بنا کے تحقق کی تحقیق باہتمام صحابہ مثل خالد بن الولید وغیرہ رضی اللہ تعالی عنہم فرماکر جواز او روجوب کے درمیان تردید کرکے بادمین وغیر مجوزین کو شیطان و ابلیس لعین فرمایا **کثرت چراغان** کا جواز اس سے روشن کہ تین آیتین اور چار حدیثین اور متعدد روایات فتح الباری۔ احیاء العلوم۔ شرح طریقہ محمدیہ۔ شرح سفر السعادۃ و تاریخ ابن جبیر وغیرہا کے علاوہ تعامل اہل حرمین اسپر دال نیز اصل اشیا مین اباحت قاعدہ مقررہ مسلمہ محققین اہل سنت و جماعت۔ اسکے سوا عرف و عادات علمای صالحین برہان مستقل معہذا ارشاد فیض بنیاد حضرت خاتم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من علق فی بیت اللہ قندیلا یصلے علیہ سبعون الف ملک بعمومہ حقیقت و مجاز دونو نکو شامل لہذا دونو کی دلیل کامل حکم کا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المومن و قلب المومن عرش اللہ تعالی مولانا روم قدس سرہ المکتوم

---

۱ جسنے اللہ تعالی کے گھر مین چراغ جلایا اوسکے واسطے ستر ہزار فرشتے دعا و استغفار کرتے ہین ۲ اللہ تعالی حدیث قدسی مین فرماتا ہے کہ میری زمین اور آسمان مجھکو نہین سما سکتے یعنی مین آسمان و زمین مین نہین سما سکتا ہون مگر قلب بندۂ مومن کے اندر میری گنجائش ہے اور مومن کا قلب اللہ تعالی کا عرش ہے ۱۲ عفی عنہ اس کتاب کی چار روایتین

در جفاے اہل دل جد می کنند	اٰبلہان تعظیم مسجد می کنند
نیست مسجد جز درون سروران	آن مجازست این حقیقت ای خران

قلب مبارک اہل اللہ بیت اللہ حقیقی ہے اور اونکا بیت صوری بعد رحلت مقابر و مزارات
جسطرح بیت مجازی کعبہ اور مساجد بجہت بیت الذکر یا محل تجلی خاص اور غرض تور و شنی
ظاہر ہے ہے خواہ چراغ مسجد کے باہر رکھا ہو۔ نیز فی بمعنی لام ممکن پھر تصریحات علماے
اعلام مزید بران براے اعلام چنانچہ شرح[۱] طریقۂ محمدیہ مین اسکی نسبت فرمادیا ھو امر[۱]
جائز لا منع منہ تفسیر[۲] روح البیان اور کشف[۳] النور مین یون مصرح[۴] ایقاد القنادیل و
الشمع عند قبور الاولیاء و الصلحاء حسن نیز اسمین[۵] ہے نذر[۶] الزیت و الشمع للاولیاء
یوقد عند قبورھم نیز[۷] اسی مین ہے جائز ایضا نیز[۸] اوسی جگہ ہے لا ینبغی النہی عنہ

۲۹

طوالع[۵] الانوار شرح در مختار بیان صحت نذر مزار اولیا مین یہ مرقوم او زیتا لوقودھا
ای نذر زیتا یعنی جائز نذرہ ۱۲
بحر[۶] الرائق مین اسطرح مسطور ان قال یا اللہ انی نذرت لک ان شفیت مریضی

او رددت غائبی او قضیت حاجتی ان اطعم فقراء الذین بباب
السیدۃ النفیسۃ او الفقراء الذین بباب الامام الشافعی او الامام اللیث
او اشتری حصیر المساجد ھم او زیتا لوقودھا او دراھم لمن یقوم بشعائرھا
الی غیر ذلک مما یکون فیہ نفع للفقراء والنذر للہ عزوجل وذکر الشیخ انما ھو محل
لصرف النذر لمستحقیہ القاطنین برباطہ او مسجدہ او جامعہ فیجوز بھذا الاعتبار انتہی

[۱] یہ امر جائز ہے منع نہین [۲] اولیا اور صلحا کے قبور کے نزدیک فانوس اور شمع روشن کرنا
اور چراغ جلانا حسن اور مستحب ہے ۱۲ [۳] اولیا کے قبور کے نزدیک نذر کر کے تیل جلانا اور چراغ
جلانا جائز ہے اوس سے منع کرنا نہ چاہیے ۱۲ ۔

خلاصہ ترجمہ یا اللہ تیرے واسطے مین نے یہ نذر مانی اگر میرے بیمار کو تو اچھا کر دے یا میرے غائب کو تو لادے یا میری مراد پوری کر دے تو مین اون درویشونکو کھانا کھلاؤنگا جو فلانے بزرگ کی زیارت کرتے ہین یا وہان کی مسجد کے لیے چٹائیان خرید ونگا یا وہانکی روشنی کے واسطے تیل خرید دونگا یا وہانکے مجاورونکو روپے دونگا یا مثل اسکے کچھ جسمین محتاجونکا نفع ہے اور نذر خالص اللہ تعالی کیواسطے ہے اور اون بزرگ کا ذکر صرف اسلیے ہے کہ وہ نذر کی خرچ کے محل مین یعنی وہان کے مستحقونکو دیا جائیگا یا اونکی خانقاہ و مسجد کے صرف مین آئیگا تو اس لحاظ سے یہ جائز ہے ایسا ہی طحطاوی اور رد المحتار مین مذکور ہے پھر کثرت روشنی کے موجب زینت ہونے مین کلام نہین مع موجب دفع ظلامہ اور انس حاضرین اور سبب رونق محفل قدس عرس بزرگان دین یا عظمت ختم قرآن اور اداے شکر ایزد منان نیز مقابر و مزارات اولیا و صالحین پر کثرت سے روشنی کرنا باعث شوکت اسلام اور تازگی ایمان اور اقامت تعظیم شعائر اللہ و من یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب اور باعث رعب قلوب اعداے دین و دشمنان شرع متین خصوصاً جس جگہ ہنود وغیرہ مخالفین اسلام کثرت سے ہون اونکی نظرونمین یہ زینت و آرایش باعث عظمت و رعب و ہیبت دین اسلام و اکابر اسلام اور اسیوجہ سے شیخ محقق دہلوی نے شرح سفر السعادۃ مین تعمیر و ترویج مشاہد و مقابر مشایخ و عظما کے جواز کی نسبت تحریر فرما دیا تا از انجا ابہت و شوکت اسلام و ارباب صلاح پیدا آید خصوصاً در دیار ہندوستان کہ اعدای دین از ہنود و کفار بسیار اند اور یا بہم ہم کہتے ہین کہ اختلاف زمان سے اختلاف احکام کا ہونا زمانہ حضرت آدم علیہ السلام سے آجتک مسلم چنانچہ نسخ و مخالفت و قلت و کثرت احکام جمیع ہر نبی و رسول کے عہد مین اسیوجہ سے واقع ہے اور اسیواسطے شیخ ممدوح الصدر نے عبارت مذکورہ کے اخیر مین ارقام فرمایا و بسا اعمال و افعال و اوضاع کہ در زمان سلف از مکروہات بودہ در آخر زمان از مستحسنات گشتہ۔

۸۰

۵

(باقی در پرچہ آیندہ)

نیز اسی نہج البلاغۃ مین ہے قاتلکم اللّٰہ لقد ملأتم قلبی قیحا وشحنتم صدری غیظا وجرعتمونی تعب التہمام انفاسا فافسدتم علے رائی بالخذلان والعصیان حتے قالت قریش ان ابن ابی طالب رجل شجاع ولکن لا علم لہ بالحرب الخ مارے جاؤ تم خدا کرے بیشک تمنے میرے دل کو پیپ سے بھردیا اور سینے کو غصے سے اور پلائے مجکو گھونٹ رنج اور فکر کے دمبدم سو خراب کردین تمنے میرے لیے تدبیرین بسبب ترک رفاقت وبے حکمی کے یہانتک کہ قریش نے کہا بیشک بیٹا ابی طالب کا مرد شجاع ہے لیکن قواعد جنگ کے نہین جانتا انتہی غرض کہ اسی قسم کے عیوب شیعان علی سے یہ کتاب مملو ہے برائے خدا حضرات شیعہ اس کتاب کو پڑھین یا پڑھائین اوسوقت خود معلوم ہوجائیگا اور بخوبی ثابت ہوجائیگا کہ حضرت علی کے معاملے اس گروہ شیعہ سے اور اس گروہ کے حضرت علی کے ساتھ بعینہٖ ایسے تھے جیسے یہودیونکے حضرت موسی علیہ السلام کے ساتھ (اور کیون نہو آخر انکے مذہب کا بانی بھی تو عبد اللہ بن سبا یہودی ہی تھا کوئی اور تو نہ تھا) اور منافقونکے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ساتھ کہ نہ لشکر اور ہمراہی سے کنارہ کش ہوتے تھے نہ تابعداری واطاعت کرتے تھے بلکہ ہمیشہ باعث وسبب کدورت خاطر وملال دل وسوہان روح رہے پس جب ان لوگونکا حال جو

لہ نہج البلاغۃ کے علاوہ اور امامیہ نے بھی اسی قسم کے مضامین نقل کیے ہین چنانچہ علی بن موسی بن طاؤس سبط محمد بن الحسن طوسی شیخ الطائفہ نے لکھا ہے ان امیر المومنین کان یدعو الناس علی منبر الکوفۃ الی قتال البغاۃ فما اجابہ الا رجلان فتنفس الصعداء وقال این یقعان یعنی بیشک حضرت علی بلاتے تھے لوگونکو باغیونکی لڑائی کیواسطے منبر پر کھڑے ہوکر سو نہ قبول کیا اوسکو مگر دو آدمیون نے پس آپنے ایک ٹھنڈی سانس لی اور کہا تم دو آدمیونکو کہان رکھون انتہی نیز ابن طاؤس لکھتے ہین ہؤلاء خذلوہ مع اعتقادہم واظہارہم بفرض طاعتہ وانہ صاحب الحق وانہ ینازعونہ علی الباطل وقد سمع قوما من ہؤلاء ینالون منہ فی مسجد الکوفۃ یعنی یہی لوگ ہین کہ حضرت علی کی رفاقت چھوڑی باوجود اعتقاد اور فرض جاننے طاعت کے اور اقرار کرنے اس بات کے کہ بیشک حضرت علی حق پر ہین اور جو لوگ جناب سے جھگڑا کرتے ہین باطل پر ہین اور تحقیق سنا ایک جماعت کو اس گروہ سے کہ حضرت علی سے حقارت کرتے تھے آپکی اور پتھر مارتے تھے (باقی در صفحہ آیندہ)

صدر اول و قرن افضل مین صدر افضل اس فرقۂ شیعہ کے تھے) خود حضرت علی کے وقت مین ایسا
ہو تو وائے برحال متاخرین شیعہ۔ ایسی صورت مین ابتدا ہی سے رواۃ ثقات کا سلسلہ
منقطع ہو گیا اور کوئی حدیث بسند تواتر مثبت اصول مذہب پائی نہین جا سکتی فتدبروا
واعتبروا یا اولی الابصار اور ان خطبات مذکورہ سے جیسی اس گروہ کی مکاری و افترا پردازی
و ایذا رسانی و نمک حرامی و بے ایمانی بقول امام معصوم ثابت ہوئی اسیطرح یہ بھی اخیر عبارت
سے ثابت ہوا کہ یہ لوگ دوسرون سے بھی اپنے امام معصوم کو بدنام و بدظن کرتے تھے حتی کہ
قریش وغیرہ نے آپ پر قواعد جنگ کی ناواقفیت کا پورا پورا الزام عائد کیا۔ مین تو یقیناً یہ کہتا ہون
کہ موٹی سی موٹی سمجھ کا آدمی اگر تعصب سے قطع نظر کر کے ان اقوال امام کو تاریخی واقعات کے
ساتھ ملا کر نظر انصاف سے دیکھے تو وہ کہہ سکتا ہو کہ دین اسلام و سلطنت اسلام کی مخرب اگر ہوئی تو یہی قوم
شیعہ ہوئی ورنہ اسکی کیا وجہ کہ جب تک حضرت علی اور حضرات حسنین رضی اللہ تعالی عنہما خلفائے
ثلثہ علی الحق کے زمانہ سراپا عدالت مین رہے نہ کبھی نزاع و فساد ہوا نہ بحث و تکرار کی نوبت آئی
نہ کبھی ان ائمہ نے دار السلطنۃ خلفائے ثلثہ یعنی مدینۂ منورہ سے باہر قدم رنجہ فرمایا نہ دولت خانے
سے ترک اقامت فرمائی یون بیہودہ ناواقف کوئی بکا کرے تو اسکا علاج نہین۔ جیسے ہی ان
خلفائے ثلثہ اہل سنت رضی اللہ تعالی عنہم کا زمانہ ختم ہوا اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ
سریر خلافت پر مسند نشین ہوئے اور محب لسانی کا دخل ہوا ان کذابین قاتلین و دشمنان حضرت
عثمان شہید (رضی اللہ تعالی عنہ وحشرنی فی زمرتہ) نے اپنے کو عقیدتمند ائمہ ظاہر کیا چونکہ
حضرت مولی علی (رضی اللہ تعالی عنہ وحشرنی فی زمرتہ) کو انکے بطون سے خبر نہ تھی کہ یہی ہمارے

(بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گذشتہ) آپ کو مسجد کوفہ مین اتنی تھی تف ایسے ایمان پر کہ زبان سے ائمہ معصوم کا قائل ہو اور تکلیف جانی
تک سے باز نہ رہے اور وہ بھی کیسے شیعان علی تھے کہ امام آقای سرپرست کی یہ نوبت دیکھین اور مدد نہ کرین اور مکلفین
کو سزا نہ دین ھل ھذا الا کفر صریح ۱۲ منہ

۷۴

عثمان غنی شہید رضی اللہ تعالی عنہ کے قاتل ہین ہمارے بھی بالآخر دشمن ہونگے اور وقت پر دھوکا دینگے چنانچہ خان بہادر صاحب کے معتبر[1] مورخ تاریخ الاسلام کے صفحہ ۱۹۲ مین لکھتے ہین حضرت عثمان کے دشمن حضرت علی کے طرفدار تھے انتہی جب یہ قوم شیعان علی پورے طور پر خیل کار ہو گئی اور حضرت علی پر اپنا اعتقاد ثابت کر دکھایا تو مدینہ منورہ نبویہ سے جلاوطنی کی رای دی اور جوار سید رسل رہبر کل روحی فداہ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم کو چھوڑ کر کوفہ ایسے مقام مین (جسکی مذمت خود قول حضرت علی سے مین اچھی اسی کتاب مین ثابت کر آیا ہون) پونہچایا نوبت باین جار سید کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مخالفت شروع کرائی اور دنیا بھر کے امور سلطنت کا انتظام ونظم ونسق ہوا اور جدال وقتال مین صدہا خون کی تعداد پہونچ گئی اور ہزارہا آدمیون سے مقابلے کی نوبت آئی - چونکہ قاتلین بادشاہ وقت کی نہ سرکوبی کی گئی اور نہ اونسے قصاص لیا گیا اسلیے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ شیعان حضرت علی سے قتال کرنا جائز سمجھتے تھے اور اپنی رای مین آپ کو صائب جانتے تھے ادھر حضرت مولی[2] علی ایک تو یہ سمجھے کہ حضرت معاویہ بیعت نہین کرتے مخالف ہین دوسرے ان کذابون کے قول وقسم نے اصل واقعہ کو ظاہر نہ ہونے دیا تیسرے یہ علم ویقین آپ کو نہین ہوا کہ واقع مین یہی قاتلان حضرت عثمان شہید رضی اللہ تعالی عنہ ہین جو تھے آپ اگر کسی قسم کی اصلاح بھی کرتے تھے تو یہ مفسدان دین درپردہ اوسکے مخالف ہوجاتے تھے - الغرض روز بروز قتال وجدال باہمی کو ترقی ہی ہوتی گئی اور باوجود ادعاے خلوص عقیدت وحمیت یہی

[1] جس کتاب کے حوالونسے خان بہادر صاحب نے اثبات دعاوی کیے ہین اونھین کتابونسے جواب لاجواب لیجیے اور اگر فہم وعلم ہو تو اپنے مردود مذہب سے تائب ہو جیے ۱۲ [2] یہ ساری تقریر مذہب حقہ اہل سنت کی روسے صحیح ہو سکتی ہے ورنہ شیعہ کے مذہب مین چونکہ امام عالم ماکان ومایکون وغیرہ ہوتا ہے اسلیے یہ سب جوابات غلط ہو جاینگے اور تمھارے علی قیامت تک عیوب والزامات سے بری نہین ہو سکتے چنانچہ بحث امامت مین معاینہ کرنا ۱۲ منہ

شیعان علی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برابر دھوکا دیتے رہے اور اطاعت سے روگردان رہے چنانچہ تاریخ الاسلام کے صفحہ ۲۰۲ مین حضرت علی کی فوج یعنی شیعان علی کی حالت یون لکھی ہو قولہ نوین روز عمرو عاص کے اشارے سے جو حملہ حضرت علی کی میمنہ فوج پر ہوا تو وہ بھاگ چلے اور امیر المومنین علی کے پکارنے پر کچھ شنوائی نہ ہوئی انتہی۔ نیز صفحہ ۲۰۳ مین ہو قولہ اکثر شیعان علی نے قرآن دیکھکر تلوار روک لی۔ حضرت علی کتنا ہی چلاتے رہے کہ یہ بالکل دھوکا ہو ٹھیرے رہئے حیلہ کیا گیا ہو ذرا جمے رہو ابھی ابھی فتح ہوتی ہو لیکن کسینے نہین سُنا (الی قولہ) مسعود تمیمی اور زید بن حصین (یہ حضرت علی کی فوج مین تھے) بولے کہ علی تم خدا کی کتاب کو مار نہین سکتے تجھے وہ (یعنی گروہ معاویہ) دین کیطرف بلاتے ہین اور تم مجکو باز رکھتے ہو تمھارا خون حلال ہو۔ ہم لوگون نے عثمان کو اسیلیے مار ڈالا کہ اوسنے کتاب اللہ کے خلاف عمل کرنا شروع کیا انتہی بلفظہ۔ نیز اسی کتاب کے صفحہ ۲۰۷ مین ہو قولہ امیر المومنین علی نے اہل کوفہ کے سامنے بصریونکی بیوفائی کا تذکرہ کیا پچیس ہزار کوفی لڑنے مرنے کو تیار پائے گئے انتہی اب ان کوفیونکے قول و قرار کو دیکھیے قولہ صفحہ ۲۰۸۔ اب امیر المومنین علی نے براہ موصل شام چلنیکا ارادہ کیا لیکن سرداران فوج کی یہ رای ہوئی کہ ہتھیار خراب ہوگئے ہین کوفہ چلکر نئے ہتھیار لیے جائین اور پھر وہانسے شام کا ارادہ کیا جائے۔ کوفے مین چلکر سپاہیون نے ہاتھ پاؤن پھیلا دیے جس سے علی نے ارادہ ملتوی کر دیا۔ پھر لوگون نے امیر المومنین علی سے معذرت کی اور اونھون نے بمجبوری معذرت قبول کی انتہی بلفظہ غرضکہ اسی قسم کے عیوب و نقائص وغیرہ شیعان علی سے یہ تاریخ مملو ہو کہانتک نقل کرین جسکو شوق ہو اس کتاب کا مطالعہ کرے (۶) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد جو برتاؤ ان حضرات شیعان علی نے سبط مصطفےٰ جگر پارۂ زہرا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کیا وہ بھی کتب تاریخ سے روشن ہو چنانچہ کتاب الفصول الامامیہ مین ہو کہ رئیس ان حضرت حسن کے چھپے چھپے معاویہ سے

لہ بیشک محب اہل بیت و شیعیت اسیکا نام ہی کہ امام معصوم کا خون مباح سمجھا جائے ۱۲۔ ۲ے ثابت ہوا کہ قاتلین حضرت عثمان حضرت علی کے ساتھ تھے ۱۲ منہ

خط وکتابت رکھتے تھے اور اونکواس حرکت پر آمادہ کرتے تھے اور لکھتے تھے کہ خبردار معاویہ جلدی
کرو ہم اپنے امام کو تمھارے حوالے کیے دیتے ہین انتہی معنی کلامہ بالآخر موجودگی لشکر جرار شیعان علی یعنی چالیس
ہزار فوج آپ کو خلع خلافت کی نوبت آئی اور شیعون مین سے کسینے ساتھ نہ دیا ورنہ موجودگی اتنی
فوج کے کیا ایسا کر سکتے تھے۔ اجی حضرات شیعہ اسکا تو تم انکار کر ہی نہین سکتے کہ حضرت علی کی شہادت
کوفے مین ہوئی اور نہ اسکا انکار کر سکتے ہو کہ بوقت انتقال حضرت علی حضرات حسنین موجود نہین
تھے اور جب یہ دونون باتین تھین تو سب سے اول تمھارے سوا اور کسینے حضرت حسن سے بیعت کی ہی نہین
تھی چنانچہ خان بہادر صاحب بھی افضل المبین صفحہ ۲۴۰ مین لکھتے ہین قولہ جب وفات پائی علی رضی اللہ تعالی عنہ
نے تو بیعت خلافت اونکے فرزند حسن بن علی کے دست حق پرست پر کی گئی انتہی بلفظہ پھر موجودگی تمھارے
گروہ مخلصین محبین مع شہدای کربلا آپنے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ جیسے شخص سے بیعت کی جو بقول تمھارے
معاذ اللہ خارج از ایمان تھے اور پھر تملوگونے ایسے بددل ہوگئے کہ اپنے والد صاحب حضرت علی کے دار السلطنت (یعنی
کوفہ) مین رہنا تک پسند نہین کیا اور تا حیات مع اپنے برادر عزیز حضرت حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے سینونکے مدینہ
مین اقامت فرمائی اور بھولے سے بھی کوفے کا نام نہین لیا نہ کبھی آپ لوگون یعنی شیعان علی کو اپنی زیارت سے جا کر
مشرف فرمایا۔ آخر اسکی وجہ تو خیال کرو کہ کیا ہوئی اور کون لوگ اسکے بانی مبانی ہین۔ اجی جناب آپ ہی حضرات
ہین۔ بیچارے سنی کوفے مین کب تھے خاصکر حضرت علی کے زمانے مین۔ کیونکہ تمھارے خیال مین تو ہم سنی لوگ
حضرت علی کے معاذ اللہ مخالف سے ہین تو مخالفین بھلا کیون بیعت کرنے لگتے ہو تو تمھین حضرات شیعہ ہو کہ
اول بیعت کر کے دھوکا اور دغا دے کر کافر ہوئے اور پھر یہ بھی بتلاؤ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ مخالف
حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ تھے جس سے تمھارے نزدیک تو معاذ اللہ کفر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ مین
شک بالکل ہی نہین ہے پھر کیا وجہ ہوئی کہ ایسے شخص سے بیعت کر لی اگر بیعت کا انکار کرو تو یہ غلط ہے کیونکہ کتاب
معتبر شیعہ کشف الغمہ مین صراحۃً حضرت امام حسن کا قول باین الفاظ مذکور ہے قد بایعتہ ورأیت ان حقن الدماء
خیر من سفکھا ولم ارد بذلک الا صلاحکم تحقیق مین نے امیر معاویہ سے بیعت کر لی ہے اور میری رای مین
یہ آیا کہ خون ریزی سے حفاظت بہتر ہے اور میرا ارادہ اس سے بجز تمھاری خیرخواہی کے اور کچھ نہین ہے انتہی

قطع نظر اسکے اچھا صلح سہی لیکن یہ بتاؤ کہ صلح کس بات پر ہوئی۔ یہی نا کہ حسن بن علی نے خلافت
حضرت امیر معاویہ کو سپرد کر دی۔ تو اب یہ بتلاؤ کہ خلافت کیا چیز تھی جو امیر معاویہ کو دی ہر شخص
اسکے یہی معنی سمجھیگا کہ اونکو خلافت دی یعنی خلیفہ کیا جسکی ہندی یہ ہوئی کہ اونکو تمام اہل اسلام کا
سردار کر دیا اور یہ بھی نہین تھا کہ تنہائی کیوجہ سے آپ نے یہ کام کیا ہو کیونکہ لشکر جرار شیعان علی مع
شہدائے کربلا سب آپ کے ساتھ تھا۔ نیز خوف جان بھی نہین تھا کیونکہ مین اسی رسالۂ ہدایت
قبالہ مین ثابت کر آیا ہون کہ ائمۂ شیعہ اپنے اختیار سے مرتے ہین اور یہ بھی احتمال نہین کہ
حضرت حسن کو حضرت معاویہ کے بطون کا حال نہین معلوم تھا کیونکہ مخالف حضرت علی ہونا
ایک مشہور و معروف امر تھا سب واقف تھے ایک نہین سب لڑائیان باہم حضرت علی و حضرت
معاویہ واقع ہوئی تھین قطع نظر اس جواب کے شیعون کے یہان امام مین یہ صفت بھی ہونی ضرور ہے کہ
وہ عالم ما کان و ما یکون ہو نیز ائمۂ شیعہ کے پاس مصحف فاطمہ ہے جس سے کسی بادشاہ کا حال چھپ
نہین سکتا۔ چنانچہ ملا باقر مجلسی حق الیقین کے صفحہ ۷۶ مین لکھتے ہین مصحف حضرت فاطمہ نزد امام ست
و در ان نامہا و احوال بادشاہان تا روز قیامت نوشتہ است انتہی پھر حضرت حسن کو حضرت معاویہ
کا حال نہ معلوم ہونا چہ معنی دارد۔ پس باوجود رفع موانع امام معصوم انکو سردار اہل اسلام بنا دینا
کوئی معمولی فضیلت نہین ہے اور پھر صلح بھی کس عنوان سے کی کہ مجمع عام مین چنانچہ شریف مرتضی
اور صاحب فصول دونوں نے روایت کی ہے کہ حضرت حسن نے فرمایا لما ابرم الصلح بینہ وبین معاویۃ قال ان معاویۃ
قد نازعنی حقا لی دونہ فنظرت الصلاح للامۃ وقطع الفتنۃ وقد کنتم بایعتمونی علی ان تسالموا
من سالمنی وتحاربوا من حاربنی ورأیت ان حقن دماء المسلمین خیر من سفکہا ولم ارد بذلک الا صلاحکم
یعنی جب حضرت امام حسن نے اپنے اور امیر معاویہ کے درمیان صلح کر لی تو کہا بیشک معاویہ نے مجھسے جھگڑا کیا میرے حق مین کہ
خاص میرے واسطے تھا نہ اونکے واسطے پس مین نے نظر کی صلاح امت اور قطع ہو جانے فتنے کیطرف اور تم لوگون
(شیعون) نے مجھسے بیعت کی تھی اس بات پر کہ صلح کروگے تم لوگ جس سے مین صلح کرون اور لڑو جس سے مین لڑون
اور مین نے محفوظ رہنا خون مسلمانون کا خون گرنیسے بہتر جانا اور اس صلح کا ارادہ خاص تمھاری بہتری کیواسطے کیا انتہی

(باقی در پرچۂ آیندہ)

۷۸

فتحِ توحید وشکستِ تثلیث

۷-۸ شعبان المعظم بروز شنبہ و دو شنبہ ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۵ و ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۴ء بمقام معسکر بنگلور بینگ مینس کرسچین ایسوسی ایشن مین پادری علی بخش پنجابی اور پادری نصیر الدین پنجابی کی تائید سے پادری ایم۔ جی گولڈ اسمتھ صاحب نے حضرت مولانا مولوی سید شاہ محمد عبد الغفار صاحب قادری الحنفی اعلی مدرس مدرسہ جامع العلوم و صدر نشین مجلس اہل سنت بنگلور سے مجمع عام مین باضابطہ مناظرہ کیا۔ پہلے روز کے مناظرے مین حضرت مولانا مدظلہ نے موجودہ بئیبل سے حضرت سردار عالم فخر آدم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بشارات کو لفظ وغیرہ سے ثابت کردیا تو پادری صاحب نے کہا کہ روح حق جو تعریف فارقلیط مین وارد ہے اس سے مراد خدا ہے اور روح حق کا یہی ایک معنی ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ روح حق اور روح القدس ہر دو مترادف اللفظ اور مشترک المعنی ہین چونکہ روح حق کے کئی معنی ہین یہان اسکے معنی واعظ حق ہین موجودہ بئیبل کے عہد نامہ قدیم وجدید سے جسمین برخلاف ہمارے عقیدہ اسلامی کے جو تمام انبیای کرام کو گناہ صغائرہ و کبائرہ سے معصوم جانتے ہین مگر بئیبل ہے کہ خود حضرت عیسے علیہ السلام کو...... اور گنہگار کے ناپاک الفاظ سے کھلے حرفون ظاہر کر رہی ہے مین ثابت کردونگا۔ تب پادری صاحب نے بڑے زور وشور سے کہا کہ اگر آپ ثبوت دین تو مین ہزار روپیہ یا میری گھڑی آپ کو دیدونگا مولوی صاحب کے ثبوت کیطرف متوجہ ہوتے ہی پادری صاحب نے نہایت پریشانی اور سراسیمگی مین اپنے کو ظاہر کرتے ہوئے مناظرے کو دوسرے روز کی مجلس پر ملتوی رکھنے کا عذر پیش کیا غرض پادری صاحب کی پریشانی پر حضرت مولانا مدظلہ نے نظر رحم فرماکر دوشنبہ کے روز مناظرہ منظور فرمایا۔ دوسرے روز کی مجلس مین مولوی صاحب نے جب اسکو ثابت کردیا تو پادری صاحب نے اپنے وعدے سے ٹل گئے نہ ہزار روپیہ دیا نہ گھڑی ہی رکھی خیر پادری صاحب کو جیسے توحید سے نفرت ہے ایسے ہی ایک بات پر قائم رہنے سے متنفر ہین افسوس افسوس۔ خدا ہدایت کرے۔ اسکے علاوہ مندرجہ ذیل امورات کو بر سر مجمع عام پادری صاحب نے مناظرے مین تنگ ہوکر تسلیم کرلیا۔

(۱) اصلی انجیل جو حضرت عیسی علیہ السلام پر نازل ہوئی مفقود اور غیر موجود ہے اور یہ اناجیل اربعہ و باقی مراسیل ورسائل رویا کلام الہی نہین ہین لوگون نے ان کتب کو بطور تاریخ غلط سلط لکھ ڈالا ہے اور یہ اناجیل اربعہ بھی حواریان عیسی علیہ السلام کی نہین بلکہ بعد کے لوگ لکھکر انسے منسوب کیے ہین جیسا کہ انجیل لوقا وغیرہ سے ظاہر ہے اور مولانا مدظلہ نے اس شق کو دلائل کاملہ سے پایہ ثبوت کو پہونچا دیا (۲) ان اناجیل مروجہ مین جو غیر الہامی ہین تحریف و تصحیف ہر زمانے مین ہوتی چلی آئی ہے اس امر کو بھی مولانا نے براہین سے واضح کردیا (۳) عیسی علیہ السلام نے مذہب عیسویت کیلیے بہت سے علامات بمنزلہ شروط کے مین بیان فرمائے موجود

زمانے مین عیسائی اسکے برخلاف مین لہذا جتنے احکام تشریعی ہوتے ہین وہ عموماً ہین نہ خصوصاً چونکہ یہ علامات تم مدعیان مذہب مسیحی مین نہین ہین بمصداق اذافات الشرط فات المشروط اس لیے تم عیسائی ہی نہین ہو (۴) عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میری شریعت منسوخ ہوجائیگی میرے بعد پیغمبر آخرالزمان احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لاتے ہین اونکی شریعت ناسخ اور اونکا دین پاک تا یوم القیام قائم رہیگا اس امر کو اناجیل کے متعدد مقامون سے مولویصاحب نے اظہر من الشمس کردیا اور ان اقوال کو پادری صاحب نے تسلیم کرلیا۔

(منتظم مجلس اہل سنت بنگلور)

محصول ڈاک دونا ہوگیا۔

جنوری ۱۹۰۵ء سے اس پرچے کی رجسٹری نامنظور ہوئی فی پرچہ جو ایک پیسے کے ٹکٹ مین روانہ ہوتا تھا اب وسپر دو پیسے کا ٹکٹ چسپان ہوا کریگا نصف محصول کی جو تخفیف تھی وہ جاتی رہی لہذا ناظرین تحفہ کی خدمت مین التماس ہے کہ سالانہ محصول ڈاک ۲؍ کا اضافہ فرمائین۔ بجای دو روپے کے دو روپے تین آنے سالانہ مرحمت فرمایا کرین اگر کسی وقت مین اسکی رجسٹری منظور ہوجائیگی ۳؍ کی تخفیف کیجائیگی۔ اس تخفیف یا غیر تخفیف کو تو ہر صاحب ملاحظہ فرماسکتے ہین جس سال پرچے پر ایک پیسے کا ٹکٹ دیکھین اوس سال دو روپے عنایت فرمائین اور دو پیسے کا معاینہ کرنے پر تین آنے اور بڑھائین اور ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ تک اپنی قدردانی سے ضرور مطلع فرمائین ورنہ دفتر تحفہ پر کسی قسم کی شکایت کا موقع نہ ملیگا۔ نہایت ضروری جانکر عرض کیا گیا والسلام (مہتمم تحفہ)

المعتقد المنتقد ۱۲۷۰ھ مع شرحہ المستند المعتمد ۱۳۲۰ھ

اس کتاب لاجواب۔ پسندیدہ اولی الالباب سراپا صدق وصواب۔ خزینۂ عقائد اہل سنت گلدستۂ رشد وہدایت مین شمس العلما بدر الفضلا۔ جامع معقول ومنقول۔ حاوی فروع واصول حضرت مولانا ومقتدانا مولوی شاہ فضل رسول صاحب بدایونی قدس سرہ العزیز نے عقائد حقہ اہل سنت وجماعت کو بلالم وکاست اس خوبی کے ساتھ لکھا کہ بڑے بڑے فاضلون نے بالاتفاق پسند فرمایا۔ خوب ہی داد تحقیق دی۔ بہت کچھ توصیف لکھی اس کتاب نایاب

تصنیف تک جو جو فرق باطلہ نکلے مصنف علام نے اون سبکے عقائد کا سدّہ کھولدیا۔ غرضیکہ یہ کتاب بمبئی مین نہایت
غلط چھپی تھی تاہم شائقین نے ہاتھون ہاتھ لے لی۔ چند سال کے بعد معدوم سی ہوگئی بہت سے طلبہ و علما اس
دُرِ بے بہا کی جستجو فرماتے اور پھر بھی نہ پاتے جب مشتاقین کی تمنا حد سے گزری اور اوسکے طبع مین منفعت طلبہ و علماے
اہل سنت سمجھی گئی بالخصوص طلبۂ درجۂ عربی مدرسۂ اہل سنت واقعۂ پٹنہ بخشی محلہ کیلیے زائد ضرورت خیال کی گئی
تب حامی سنت قاتل کفر و بدعت مکرمنا و مخدومنا جناب مولانا مولوی قاضی **عبد الوحید** صاحب عظیم آبادی
مہتمم مدرسۂ اہل سنت و ناظم تحفۂ حنفیہ صانہ اللہ تعالیٰ عن مصائب الدنیویۃ والاخرویہ نے خدمت والا مرتبت
مجدد مائۃ حاضرہ۔ مؤید ملت قاہرہ۔ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ۔ ماہر رموز جلیہ و خفیہ۔ بقیۃ السلف حجۃ الخلف
امام اہل سنت اعلیٰحضرت مولانا و سیدنا مولوی حاجی قاری محمد **احمد رضا خان** صاحب بریلوی مدظلہ
تعالیٰ مین التجا کی کہ اس کتاب کے مطالب مغلقہ کی توضیح و بیانات مشکلہ کی تشریح فرمائی جائے اور اغلاط کثیرہ
جو طبع بمبئی مین واقع ہوئے ہین اونکی تصحیح کیجائے اور سنہ ۱۲۷۰ھ سے اسوقت تک جو جو مذاہب حادث ہوئے
نئے فرقے نکلے اون سب کی قلعی کھولیجائے تاکہ یہ کتاب جامع عقائد ہوجائے طلبہ کو متعدد کتابون کے پڑھنے کی
چندان حاجت نہ پڑے۔ حضرات اہل سنت کا نخل تمنا بار لائے مقصد دلی برآئے اپنے ایمانونکو درست
کرین۔ عقائد باطلہ سے بچین۔ صراط مستقیم دیکھین۔ نعمت سرمدی کے مستحق بنین۔
للہ الحمد کہ حضرت ممدوح نے یہ التجا قبول فرمائی۔ المعتقد المنتقد پر تعلیق انیق سراپا تحقیق مسمّٰے باسم
تاریخی المستند المعتمد تحریر کرکے نہایت تصحیح کیساتھ مطبع اہل سنت بریلی مین چھپوائی۔ یہ کتاب مع صفحات
لوح کے ۲۳۲ صفحے کی ہے بخیال نفع رسانی قیمت کم رکھی ہے جو صاحب خریدنا چاہین اس خادم
اہل سنت سے موافق نشان ذیل منگوائین۔

قیمت بلا محصول ڈاک ۱۲ر یا مع محصول ڈاک ۱۳ر بھیجین یا بذریعہ ویلو طلب کرین ویلو کے
ذریعے سے منگوانے مین ایک آنہ صرف ویلو ایک آنہ محصول کتاب ۱۲ر اصل قیمت کتاب جملہ ۱۴ر
صرف ہونگے جو صاحب دس نسخے یکمشت منگوائینگے اونکو ایک نسخہ بطور ہدیہ دیا جائیگا دس سے
زائد کے خریدار کیواسطے اور رعایت کیجائیگی جسکی حالت خط و کتابت سے معلوم ہوسکتی ہے۔

خادم اہل سنت ضیاء الدین نائب مہتمم مدرسۂ اہل سنت و منتظم تحفۂ حنفیہ۔ واقع پٹنہ۔ بخشی محلہ

تصحیح پرچہ ۸ بابت شعبان سنہ ۱۳۲۲ھ صفحہ ۲۷ سطر ۳ بجای اہل سنت کے اہل بیت ہونا چاہیے

ای عاشقانِ سنت - فریفتگانِ ملت کیا آپکو اس زمانۂ پرآشوب مین اپنے سچے خیرخواہ معین و مددگار دین و ایمان کی ضرورت نہین - اونکی ہر طرح سے امداد واجب نہین ہے اور ضرور ہے پھر اہل ثروت مالی اعانت سے پیش آئین - عالمانِ اہل سنت و منشیانِ عالی طبیعت مضامین مفیدہ مرحمت فرمائین - سال بھر مین دو روپیہ سے مدد کرنا مہینے مین ایک چھوٹا سا پرچہ بھرتا ہوا مضمون بھیجدینا آپ حضرات کے نزدیک کوئی بڑی بات نہین

اندراج تحفہ کیلیے مضامین حسب تفصیل ذیل مرحمت فرمائے جائین

عقائد موافق مذہب اہل سنت - عمدہ نظم حمد و نعت - مسائلِ فقہیہ مفیدہ - فتاوای جدیدہ - تائیدِ مذہب سنیان - تردید بدمذہبان - بالخصوص وہابیہ - نیچریہ - رافضیہ - بزرگان دین کے تاریخی حالات - سچے واقعات - عمدہ نصائح - رسوم بد کے قبائح - دلچسپ چٹکلے - دلکش تحریرین -

شرائط

(۱) نمونے کا پرچہ آدھ آنہ محصول ڈاک مرحمت فرماکر مفت طلب کیجیے
(۲) بغیر ادای پیشگی پرچہ جاری نہوگا -
(۳) مخالف مذہب اہل سنت مضامین کا اندراج ہرگز نہین ہو سکتا
(۴) جنکا مضمون جس پرچے مین ہوگا وہ اونکو ہدیۃً ملیگا
(۵) جو صاحب دس خریدار وصول پیشگی بھیج دینگے انکے سال بھر تک پرچہ بلا قیمت پہنچیگا
(۶) اعلی رئیسون و منتظمین مدارس اہل سنت کو درخواست کی جاتی ہے بشرطیکہ اشاعت تحفہ مین سعی کرین - پرچہ مفت ملیگا -
(۷) بے ضرورت معمولی مضامین نظم و نثر طبع نہونگے
(۸) مطول تحریر بغیر اجرت طبع نہوگی الا بضرورت -

ضوابط

(۱) یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو پٹنہ بخشی محلہ سے شائع ہوتا ہے مگر بضرورت شدیدہ تاریخ معین تجاوز وقوع مین آتا ہے -
(۲) ارسال زر بنام ناظم تحفۂ حنفیہ قاضی محمد عبد الوحید صاحب غلام صدیق سنی حنفی فردوسی و مہتمم مدرسہ اہل سنت و جماعت کرنا چاہیے -
(۳) ہر قسم کے خطوط و مضامین تحفہ بنام مہتمم ابو المساکین ضیاء الدین آنا چاہیین -
(۴) خطوط و مضامین مین صفائی اور خوشخطی کا خیال رکھنا ضروری امر ہے -

شرح ہدیۂ تحفۂ حنفیہ مع محصول ڈاک وغیرہ

(۱) بیرونجات کیلیے سالانہ (عہ) (۲) شہر والونکے واسطے سالانہ (۱۲) (۳) والیان ریاست و رئیسانِ ذی مقدرت موافق ہمت کے عنایت فرمائین (۴) نسبتِ اجرت اشتہارات و تبادلہ پرچہ خط و کتابت کیجیے -

تحفۂ حنفیہ کی سات جلدین دفتر مین بغرض فروخت موجود ہین - یکمشت ساتون جلدونکی قیمت گیارہ روپے (لعہ) متفرق طور پر فی جلد ایک روپیہ چودہ آنہ (۱ عہ)

واضح ہو کہ تحفۂ حنفیہ کی ابتدای اشاعت جمادی الاولی ۱۳۱۵ھ سے ہوئی لہذا ایک جلد مین چار پرچونکی کمی واقع ہوئی اور بعد شائقین کی کثرت سے ماہ جمادی الاولی ۱۳۱۶ھ و ماہ محرم ۱۳۱۷ھ کا پرچہ دفتر مین نہین ہے قیمت مندرجہ بالا مین انکی محسوب نہوگی -